ASADULLAH\Downloads\Naqueeb Final 07-05-2018. (6).inp 07-05-2018 20:00 PAGE 1 (1,1)

امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون

مولانا رضوان احمد ندوی

جلد نمبر 56/66 شمارہ نمبر 19 مورخہ ۲۰ رشعبان ۱۴۳۹ھ مطابق ۷ رمئی ۲۰۱۸ء روز سوموار

اس شمارہ میں

■ اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
■ دینی مسائل
■ مولانا ممتاز علی مظاہریؒ
■ ذرائع ابلاغ کا دوغلا پن
■ مسلم دشمنی میں ملک کا عظیم......
■ اخبار جہاں، تعلیم وروزگار
■ طب وصحت، ہفتۂ رفتہ
■ تین طلاق پر آرڈیننس کی تیاری......

کلمہ کی بنیاد پر اتحاد

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆ **حضرت امیر شریعت رابع مولانا سید منت اللہ رحمانی رحمۃ اللہ علیہ** ☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

آج سے چودہ سو سال پہلے یہ دنیا اختلافات اور عداوتوں کا گہوارہ بنی ہوئی تھی، گھر گھر میں اختلافات، قبائل میں جھگڑے، ملکوں میں جنگ، امن وسکون کا کہیں نام نہیں، دشمنی اور عداوت بھائی بھائی کے رگ وپے میں پیوست ہوچکی تھی؛ یعنی یہ دنیا اپنے اندر بسنے والوں کے جہنم کا نمونہ بن چکی تھی اور یہ عالم بربادی اور ہلاکت کے گڑھے کے کنارے کھڑا تھا۔

اس حالت میں حق تعالیٰ کی عظیم رحمت نازل ہوئی اور سرکار دوعالم جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری نے دنیا کی کایا پلٹ دی، ٹوٹے ہوئے دل جڑ گئے، دشمن دوست بن گئے، ہمدردی اور غمگساری کا دور آیا، امانت ودیانت کا چلن ہوا اور عالم کا کھویا ہوا امن واپس ملا، سکون کی چاندنی پھیلی، ظالم کے ہاتھ پکڑ لئے گئے، مظلوم کی فریادرسی ہونے لگی، یتیموں نے اپنے سروں پر شفقت کا ہاتھ رکھا ہوا محسوس کیا، یہاں تک کہ ایک مجبور ومعذور بڑھیا بھی اپنے حقوق محفوظ سمجھنے لگی، قرآن کریم نے اسی منظر کی تصویر کھینچتے ہوئے اسے خدا تعالیٰ کا خاص کرم بتایا: ﴿اور اللہ کی اپنے اوپر اس نعمت کو یاد کرو کہ جب تم آپس میں دشمن تھے، اس نے تمہارے دلوں میں الفت پیدا کردی اور تم اس کی مہربانی سے بھائی بھائی ہوگئے اور تم جہنم کے گڑھے کے کنارے کھڑے تھے، اس نے تمہیں اس سے نجات دی﴾۔

جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ جو دعوت دنیا میں آئی، اس دعوت کی اساس کلمۂ توحید پر ہے، یعنی ساری دنیا کے بسنے والوں کو ایک خدا پر کامل یقین اور جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر یقین کی دعوت دی گئی اور یہ واضح کردیا گیا کہ جب تک انسان انسانوں کی بندگی سے نکل کر ایک خدا کی بندگی میں داخل نہ ہوجائیں اور قرآن کریم جو خدا کی آخری کتاب ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو خدا کے آخری رسول ہیں، ان کے احکام پر عمل نہیں کیا جائے، انسانیت کے لیے نجات کی کوئی راہ ملنا ناممکن ہے، قرآن پاک میں ارشاد ہے:

﴿آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کردیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کردی اور تمہارے لیے اسلام کو بحیثیت دین پسند کرلیا۔﴾ دوسری جگہ ارشاد ہے: ﴿بلاشبہ اللہ کے نزدیک دین تو اسلام ہی ہے۔﴾

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا گیا: ﴿اور جو کوئی اسلام کے علاوہ اور دین لے کر آئے تو اسے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔﴾ ایک اور جگہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات واحکام کی حیثیت کو واضح کرتے ہوئے فرمایا گیا: ﴿پس آپ کے رب کی قسم یہ لوگ مومن نہیں ہوسکتے، جب تک اپنے باہمی جھگڑوں میں آپ ہی کو حکم نہ بنائیں اور آپ کے فیصلہ سے دل میں کوئی تنگی نہیں محسوس کریں؛ بلکہ آپ کا فیصلہ دل سے مانیں﴾

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی اساس اسی کلمۂ واحدہ پر تھی کہ ایک خدا کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر یقین رکھو اور یہ کہ انہیں کی بتائی ہوئی راہ نجات کی راہ ہے اور یہی وہ دین کامل ہے، جو خدائے تعالیٰ کے یہاں قبول کیا جائے گا۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعوت کے نتیجہ میں وہ امت وجود میں آئی، جس کی علامتیں پچھلی کتابوں میں مذکور تھیں اور قرآن نے بھی انہیں دہرایا، یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو لوگ ہوں گے، وہ ایک طرف کفر اور خدا کا انکار کرنے والوں کے مقابلہ مضبوط دیوار ہوں گے تو دوسری طرف آپس میں نرم اور ایک دوسرے پر رحم کرنے والے، خدا کے سامنے جھکنے والے اور سر ٹیکنے والے، محض خدا کی رضا کے طالب، ان کی پیشانیاں سجدوں کے نشان سے منور ہوں گی۔

پھر اس امت کو خیر امت اور امت وسط قرار دیا گیا کہ ایک طرف یہ عالم کے لیے اپنے یقین اور اعمال صالحہ کے اعتبار سے نمونہ ہوگی تو دوسری طرف امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی اس عظیم ذمہ داری کو انجام دے گی جو ذمہ داری آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے انبیا کو سونپی جاتی رہی ہے۔

اسی طرح پوری ملت اسلامیہ کو اللہ تعالیٰ نے یہ عظیم الشان ذمہ داری سونپی اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام اور سلف نے اس ذمہ داری کو انجام بھی دیا اور جب تک یہ امت اللہ کی سونپی ہوئی اس ذمہ داری کو انجام دیتی رہی، وہ خدا کی رحمت سے نوازی جاتی رہی۔

اب ہمیں اس موقع پر مختصراً اتنا سمجھنا چاہیے کہ امت اسلامیہ عالم میں پھیلے ہوئے ان افراد کے مجموعہ کا نام ہے جو ایک یقین سے وابستگی رکھتے ہیں اور وہ دنیا کے جس کونے میں بھی بستے ہوں، خدا کی وحدانیت اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا یقین انہیں ایک دوسرے سے مربوط رکھے، اس لیے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا یقین ہی امت کے افراد کو جمع کرنے والی چیز ہے۔

پھر یہ بھی واضح ہے کہ امت منتشر بکھرے ہوئے افراد اور بھیڑ کا نام نہیں؛ بلکہ امت کے لیے فکری وحدت اور عمل کی یکسانی ضروری ہے، اس لیے قرآن وسنت کا مطالعہ ہماری رہنمائی اس طرف کرتا ہے کہ اس امت کے لیے انتشار والی زندگی صحیح نہیں ہے، ایسی زندگی جس میں افراد امت ایک دوسرے سے مربوط نہ ہوں پسندیدہ نہیں ہے؛ بلکہ ایسی اجتماعی زندگی گزارنی ہوگی، جس میں پوری امت کے فکر وعمل کا محور حبل اللہ المتین یعنی وہ دین مبین جو جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا اور باہم فرقہ بندی سے منع کیا گیا اور نہ یہ امت باہمی فرقہ بندیوں میں الجھ کر اپنی قوت عمل اور اپنا نور یقین کھودے گی اور پھر یہ اس امت کی پسپائی کا پہلا دن ہوگا، چنانچہ قرآن پاک نے ہدایت کی:

﴿اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑو اور ٹکڑے ٹکڑے مت ہوجاؤ۔﴾

آگے فرمایا: ﴿ان لوگوں کی طرح مت ہوجانا جو بینات کے آجانے کے بعد بھی فرقوں میں بٹ گئے اور اختلاف بڑھ گئے، ایسے لوگوں کے لیے بڑا عذاب ہے۔﴾

اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف مقامات پر اس کی تاکید فرمائی کہ مسلمانو! تم ہمیشہ ایک جماعت بن کر رہنا، یعنی اسلام کے نظام اجتماعی کو کبھی ترک نہ کرنا اور یہ بھی فرمایا گیا کہ اللہ کی نصرت اور رحمت کا ہاتھ جماعت پر ہے، نہ کہ بکھرے ہوئے افراد کی بھیڑ پر اور پھر بڑے بلیغ انداز میں یہ بھی فرمادیا کہ بکریوں کے ایک گلہ سے جب کوئی بکری نکل کر الگ ہوجاتی ہے تو وہ بھیڑیئے کا شکار ہوجاتی ہے، اسی طرح تم نے اگر اپنی اجتماعی زندگی کی دیواروں میں شگاف ڈالا اور تفریق وانتشار کی زندگی اختیار کی تو خطرہ ہے کہ تم بھی بھیڑیئے کا شکار ہوجاؤ۔ اسی طرح آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو جو اگرچہ لاکھوں اور کروڑوں افراد پر مشتمل ہو، ایک وحدت اور اکائی کی شکل میں دیکھنا پسند کیا، جس میں ایک فرد کے دکھ کو پوری امت محسوس کرے اور ساری امت کے افراد مل کر ایک جسم کے مختلف اعضا کی طرح دین کی برتری اور خیر ومعروف کی اشاعت اور احکام اسلام کے نفاذ کے لیے متحرک رہیں، چنانچہ فرمایا: **"المسلمون کاعضاء جسد واحد اذا اشتکی عضو منه تداعی له سائر الجد بالسهر والحمی"**. (مسلمان ایک جسم کے اعضا کی طرح ہیں کہ جب اس کے کسی عضو کو تکلیف پہونچے تو جسم کا باقی حصہ بھی بخار اور بے خوابی کا شکار ہوجاتا ہے۔)

اور اسی لیے خیر وبرکت والی اس جماعت میں تفریق پیدا کرنے والوں اور امت کے اس اجتماعی نظام میں بگاڑ پیدا کرنے والوں کے لیے سخت وعید سنائی گئی اور ظاہر ہے کہ یہ اجتماعی نظم جو امت کو ایک اکائی بنا کر رکھے اور اس کی حرکت وعمل میں یکسانی اور یگانگت پیدا کرے اور اس کی تمام حرکات واعمال کا سرچشمہ اس کا وہی کلمۂ واحدہ والا یقین ہو، اسی وقت تشکیل پاسکتا ہے، جبکہ خالص دین کی بنیاد پر افراد امت ایک شخص کی اطاعت کا عہد کریں اور جب تک وہ امیر معروف اور نیکیوں کا حکم دیتا ہے، اس کے احکام بلا چوں چرا تسلیم کریں، چنانچہ قرآن وسنت نے موقع بہ موقع اطاعت امیر کا حکم صادر فرمایا ہے: ﴿اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی بھی، نیز تم میں سے جو اولوالامر ہوں، ان کی اطاعت کرو۔﴾

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر کے احکام کی نافرمانی کو اپنی نافرمانی کے مرادف قرار دیا، ارشاد فرمایا: **"من یطع الامیر فقد اطاعنی ومن یعص الامیر فقد عصانی"**. (جس نے امیر کی اطاعت کی، اس نے میری اطاعت کی اور جس نے امیر کی نافرمانی کی، اس نے میری نافرمانی کی۔)

اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے انتہائی حکیمانہ جملوں میں اسلامی نظام اجتماعی کی ضرورت اور اس کی بنیادوں کو واضح فرمایا ہے: **"لا اسلام الا بجماعة ولا جماعة الا بامارة ولا امارة الا بطاعة"**.

یعنی اسلامی زندگی کی تشکیل کا تصور جماعتی نظام کے بغیر ممکن نہیں اور جماعت کے وجود کے لیے ایک مرکزی نظام یعنی امارت کا قیام ضروری ہے اور اس نظام امارت کی افادیت کے لیے ضروری ہے کہ افراد امت طاعت وفرمانبرداری کی راہ اختیار کریں، قرآن وسنت کی انہیں ہدایات کا نتیجہ ہے (بقیہ صفحہ ۱۰ پر)

بلا تبصرہ

"پنجاب نیشنل بینک سے گیارہ ہزار چار سو کروڑ کا گھوٹالہ کرنے والا ہیرا تاجر نیرو مودی کو انسداد منی لانڈرنگ ایکٹ کے تحت جب سمن جاری کیا تو اس نے ایک ای میل بھیج کر ای ڈی کو جواب دیا کہ وہ نہ تو ہندوستان لوٹے گا اور نہ ہی قرض ادا کرے گا۔"

اجتماعی نظام

"مسلمانوں کے سارے مسائل ومشکلات کا حل یہی ہے کہ وہ کلمہ واحدہ کی بنیاد پر ایک امیر شریعت کے گرد جمع ہوجائیں اور ایسا مضبوط اجتماعی نظام قائم کریں جس سے ان کی آواز کو طاقت حاصل ہو، اور اپنے مسائل ومشکلات کو اپنی ایمانی صلاحیت اور طاقت سے اور اپنے اجتماعی نظام کے ذریعہ سے خود حل کرسکیں اور سیاسی نظام کے ذریعہ حل کراسکیں۔"

(حضرت مولانا ابوالمحاسن محمد سجادؒ بانی امارت شرعیہ)

rs\MD ASADULLAH\Downloads\Naqueeb Final 07-05-2018. (6).inp 07-05-2018 20:00 PAGE 2 (1,1)

اللہ کی باتیں---رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

امیر کی بات مانو:

﴿اے مسلمانو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے امیر کی بات مانو۔﴾ (سورۂ نساء: ۵۹)

مطلب: اسلام کے نظام عبادت کی روح وحدت واجتماعیت اور شیرازہ بندی میں ہے اور یہی ملی اتحاد مسلمانوں کی اصلی طاقت ہے، اللہ کا حکم ہے کہ تم سب اللہ کے دین کو مضبوطی سے پکڑ لو اور ٹکڑیوں میں نہ بٹو، جس طرح بٹی ہوئی رسی ایک دوسرے کو قوت پہونچاتی ہے، تم بھی اتحاد واجتماعیت کی زندگی گذار کر اسلام کو فروغ دو، اگر منتشر ہوگئے تو تمہاری اجتماعی قوت ختم ہوجائے گی اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی، اس لیے جس طرح مسلمان پنج گانہ نمازوں میں ایک امام کے پیچھے رکوع وسجود کرتے ہیں، اسی طرح مسجد سے باہر کی زندگی بھی اپنے امیر کی طاعت کریں، وہ جب کوئی شرعی حکم بتائیں تو اس پر عمل کریں، اس لیے کہ حدیث میں فرمایا گیا کہ جس نے میرے امیر کی اطاعت کی، اس نے میری اطاعت کی، جس نے میرے امیر کی نافرمانی کی، اس نے میری نافرمانی کی، سنو اور اطاعت کرو، اگرچہ حبشی غلام ہی تم پر کیوں نہ مقرر کیا گیا ہو۔ معلوم ہوا جب کسی قوم کا امیر بنایا جائے تو ہر مسلمان پر اس کی اطاعت واجب ہے، ایک روایت میں ہے کہ جب تم کسی کو امیر بناؤ تو اطاعت کرو، اگر تم نے اس پر عمل کرلیا تو جنت میں داخل ہوگئے۔ ان احادیث نبویہ سے واضح ہوا کہ امیر کی بھلی باتوں میں اطاعت کرنا واجب ہے، کسی کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ اس کے صحیح طور پر منتخب ہوجانے کے بعد اس کی نافرمانی کا گناہ مول لے اور مسلمانوں کے اتحاد واتفاق میں شگاف ڈالے، البتہ یہ کہ امیر کی اطاعت صرف ان احکام میں ضروری ہے، جو کتاب وسنت کے مطابق ہوں، اگر کتاب وسنت کے خلاف احکام ہیں تو ان کی اطاعت نہیں؛ لیکن جو واقعی امیر ہوں گے، وہ کوئی حکم بھی خلاف شریعت نہیں دیں گے؛ بلکہ وہ جو بھی فرمان جاری کریں گے، قرآن مجید اور احادیث رسول سے ہی ماخوذ ہوں گے، یہ ہوسکتا ہے کہ بعض باتیں ہماری فہم وادراک سے بالاتر ہوں، شرعی رموز واسرار تک ہمارا ذہن منتقل نہ ہو رہا ہو، اس وقت ہم صبر وتحمل سے کام لیں اور ملت کے اندر ہرگز انتشار وافتراق نہ پیدا کریں، اس لیے کہ ایک مسلمان کا دینی فریضہ ہے کہ امیر کی امارت پر حرف گیری نہ کرے؛ بلکہ اس کو اپنا دینی رہنما تسلیم کرے۔ حضرت مولانا عبدالصمد رحمانی نائب امیر شریعت دوم جنہیں اللہ تعالیٰ نے مختلف علوم اسلامی میں دستگاہ عطا فرمایا تھا، انہوں نے اپنی بے نظیر تصنیف ''ہندوستان اور مسئلہ امارت'' میں لکھا ہے کہ تفرقہ اور انتشار قرآن حکیم کی نگاہ میں بغاوت ہے اور دین پر اقامت اس کی نگاہ میں اجتماع کلمہ اور ائتلاف ہے اور بلا تخصیص زمان ومکان یکساں طور پر چاہے مسلمان دارالاسلام میں ہوں یا دارالکفر میں، وہ اس کا مامور بنایا گیا ہے کہ جماعتی زندگی اختیار کرے اور تشتت وافتراق کی غیر شرعی زندگی اور گمراہی سے اپنے کو محفوظ رکھے۔ (ص: ۲۴) اس لیے مسلمانوں پر لازم وضروری ہے کہ وہ ایک مرکز سے وابستہ ہوکر امیر شریعت کی ماتحتی میں ایک امت اور ایک جماعت بن کر ایسی طاقت بنائیں، جس کو قرآن نے سیسہ پلائی دیوار سے تعبیر کیا ہے، اگر ہم نے ان اصولوں کے مطابق زندگی گذاری تو اللہ کی مدد حاصل ہوگی اور زندگی کے ہر محاذ پر کامیابی بڑھ کر قدم چومے گی۔

تین نیکیاں:

{حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نیکیاں بری موت سے بچاتی ہیں اور پوشیدہ صدقہ غضب الٰہی کو ٹھنڈا کرتا ہے اور رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک عمر کو بڑھاتا ہے۔} (طبرانی)

وضاحت: محسن انسانیت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تین کار خیر کرنے والوں کو بشارت سنائی ہے، پہلا وہ شخص جو اللہ کی رضا وخوشنودی کی خاطر خیر وبھلائی کے کاموں میں لگا رہتا ہے، اللہ اسے بری موت سے نجات دیتے ہیں اور جب اس کو اپنے پاس بلاتے ہیں تو طبعی وفطری موت دیتے ہیں۔ دوسرا وہ شخص جو رازدارانہ طریقے سے صدقہ وخیرات کرتے ہیں تو دنیا میں اللہ اس کو ہر طرح کی آفتوں اور بلاؤں سے محفوظ رکھتے ہیں، اور آخرت میں نرمی وشفقت کا معاملہ فرماتے ہیں اور تیسرا وہ شخص جو اپنے رشتہ داروں اور قرابت داروں کے ساتھ حسن سلوک کرتے ہیں، اللہ اس کی عمر میں برکت عطا فرماتے ہیں؛ کیوں کہ رشتہ کو دینے میں صدقہ کے ثواب کے علاوہ صلہ رحمی اور حسن سلوک کا اجر ملتا ہے، ایک حدیث میں فرمایا گیا کہ کسی اجنبی محتاج شخص کو صدقہ دینا تو ایک ہی صدقہ ہے؛ لیکن کسی رشتہ دار کو دینا دو صدقے ہیں، ایک تو جیسا کہ ظاہر ہے صدقہ، دوسرے رشتہ دار کے ساتھ حسن سلوک، رشتہ داروں میں کچھ تو وہ ہیں جن کو صدقات واجبہ نہیں دیئے جاسکتے، ایسے رشتہ داروں کا جہاں تک ہوسکے اپنے دوسرے مال میں خیال رکھنا چاہیے، اس سلسلہ میں ہم لوگوں سے بڑی کوتاہی ہوتی ہے، ہمارے خاندان میں بہت سے ایسے محتاج وپریشان حال ہیں، جو نان شبینہ کے لیے ترستے رہتے ہیں اور دوسروں کے سامنے دست سوال کرتے پھرتے ہیں اور ہم اپنے بال بچوں میں عیش وعشرت کی زندگی گذارتے ہیں، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنے رشتہ داروں کی حاجت روائی کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کے مال وعمر میں برکت عطا فرمائیں گے اور اس کو ہر طرح کی ترقیات سے نوازیں گے؛ اس لیے ہر مسلمان کو اپنے محتاج قرابت داروں کی مالی مدد کرنا چاہیے؛ تاکہ اس سے آپس میں انس ومحبت پیدا ہو اور آپسی تعلقات میں خوشگواری آئے۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

میت کو غسل کب دیا جائے:

ایک آدمی کا انتقال ہوگیا، ایک دن بعد اس کی نماز جنازہ ادا کی جائے گی؛ کیوں کہ اس کے لڑکوں کو باہر سے آئے میں ٹائم ہے، سوال یہ ہے کہ کیا میت کو غسل دلا کر اور کفن میں لپیٹ کر رکھا جائے یا جنازہ لیجانے سے پہلے غسل دیا جائے؟

الجواب ———————— وباللّٰہ التوفیق

انتقال کے بعد تجہیز وتکفین اور تدفین میں جلدی کرنا مستحب ہے، انتقال کے بعد غسل دے کر کفن میں لپیٹ دینا بہتر تو ہے؛ لیکن تدفین میں تاخیر کی صورت میں اس بات کا اندیشہ ہے کہ میت کے جسم سے کچھ رطوبت نکلے اور کفن خراب ہوجائے جو جنازہ میں ہاتھ لگانے والوں کے لیے باعث کراہت ہو؛ اس لیے نماز جنازہ کے مقررہ وقت سے کچھ دیر پہلے اگر غسل دیا جائے تو شرعا اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

''عن الحصین بن وحوج أن طلحة بن البراء مرض فأتاه النبی صلی الله علیه وسلم یعوده، فقال: إنی لاری طلحة إلا قد حدث فیه الموت، فاذنونی به وعجلوا فإنه لا ینبغی لجیفة مسلم أن تحبس بین ظهرانی أهله''. (سنن أبی داؤد، باب تعجیل الجنائز: ۲/ ۴۵۰)

غیر محرم خواتین کے لیے اجنبی میت کا دیدار:

ہمارے یہاں رواج ہے کہ کسی کے گھر کوئی مرد انتقال کر جائے تو محلّہ اور علاقہ کی خواتین خواہ دور کی رشتہ کی کیوں نہ ہوں، میت کے گھر جاتی ہیں اور اجنبی میت کے چہرہ کو دیکھتی ہیں، یہ دیکھنا شرعا کیسا ہے؟ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ چونکہ میت سے کسی طرح کے فتنہ کا اندیشہ نہیں ہے؛ اس لیے کوئی حرج نہیں، یہ کہنا کہاں تک صحیح ہے؟

الجواب ———————— وباللّٰہ التوفیق

غیر محرم عورتوں کے لیے کسی اجنبی مرد کو بلاضرورت بالقصد دیکھنا جس طرح بحالت حیات ممنوع ہے، اسی طرح مرنے کے بعد بھی ممنوع ہے اور موت کے بعد اگرچہ فتنہ کا اندیشہ نہیں ہے؛ لیکن کسی اجنبیہ کا اجنبی مرد کے چہرہ کو دیکھنے کی ضرورت ہی کیا ہے، یہ کوئی ایسا حکم شرعی نہیں ہے، جس کے لیے اہتمام کیا جائے، لہذا صورت مسئولہ میں غیر محرم عورتوں کا اجنبی میت کے چہرہ کو دیکھنے کی جو رسم چل پڑی ہے، اس پر پابندی اور روک لگانا ضروری ہے۔

''فی حدیث أم سلمة: فقلت یا رسول اللّٰہ! ألیس هو أعمی لایبصرنا؟ فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم: أفعمیاوان أنتما، ألستما تبصرانه؟''. (سنن أبی داؤد)

نماز جنازہ میں تین تکبیروں پر سلام پھیر دینے کا حکم:

نماز جنازہ ہو رہی تھی، امام صاحب نے غلطی سے تین تکبیر پر ہی سلام پھیر دیا، نماز کا اعادہ کئے بغیر میت کو دفن کر دیا گیا، ایک ماہ کا عرصہ گذر گیا ہے، شرعا کیا حکم ہے؟

الجواب ———————— وباللّٰہ التوفیق

نماز جنازہ میں چار تکبیریں فرض ہیں، اگر ایک تکبیر بھی فوت ہوجائے تو نماز نہیں ہوگی، لہذا صورت مسئولہ میں چار تکبیریں مکمل نہ ہونے کی وجہ سے نماز نہیں ہوئی، تدفین کے بعد بھی میت کے پھولنے پھٹنے سے پہلے اس کی قبر پر نماز جنازہ پڑھ لینی چاہیے تھی، اب جبکہ ایک ماہ کا عرصہ گزر گیا ہے، تو اب سوائے توبہ واستغفار کے کوئی اور چارہ نہیں ہے۔

''عن أبی هریرة رضی اللّٰہ عنه أن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم صلی علی النجاشی فکبر أربعا''. قال أبوعیسیٰ: هذا حدیث حسن صحیح. (سنن الترمذی، باب فی التکبیر علی الجنائز: ۱/ ۱۹۸)

''لأن الإمام إذا اقتصر علی ثلثة فسدت فیما یظهر وإذا فسدت علی الإمام فسدت علی المأموم لترک رکن من أرکانها''. (طحطاوی علی المراقی: ۳۲۲)

نماز جنازہ میں پانچ تکبیر کہنے کا حکم:

امام صاحب نے نماز جنازہ میں پانچ تکبیریں کہہ دیں، نماز درست ہوئی، یا نہیں؟

الجواب ———————— وباللّٰہ التوفیق

صورت مسئولہ میں اگر امام نے غلطی سے پانچویں تکبیر بھی کہہ دی تو مقتدی حضرات کو چاہیے کہ اس زائد تکبیر میں امام کی اتباع نہ کریں؛ بلکہ خاموشی کے ساتھ امام کے سلام پھیرنے کا انتظار کریں اور جب امام سلام پھیرے تو اس کے ساتھ سلام پھیریں؛ لیکن اگر کسی نے اس پانچویں تکبیر میں امام کی اتباع کر ہی لی تو بھی نماز درست ہوگئی، اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔

''(ولو کبر أمامه خمسا لم یتبع) لأنه منسوخ (فیمکث المؤتم حتی یسلم معه إذا سلم) به یفتی''. (الدرالمختار علی صدر ردالمحتار، باب صفة الجنازة: ۳/ ۱۱۲) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

rs\MD ASADULLAH\Downloads\Naqueeb Final 07-05-2018. (6).inp 07-05-2018 20:00 PAGE 3 (1,1)

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب پھلواری شریف، پٹنہ

پھلواری شریف

جلد نمبر 56/66 شمارہ نمبر 19 مورخہ ۲۰؍شعبان ۱۴۳۹ھ مطابق ۷؍مئی ۲۰۱۸ء روز سوموار

رمضان: نیکیوں کا موسم بہار

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جمادی الثانی کے گزرنے اور رجب المرجب کا چاند طلوع ہوتے ہی رمضان المبارک کی تیاری شروع فرماتے رجب ہی سے روزانہ کے معمولات میں اضافہ ہوجاتا، شعبان آتا تو کثرت سے روزے رکھتے، اورایسی کثرت ہوتی کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ گمان ہوتا کہ رمضان المبارک کے روزوں سے ملادیں گے، اسی پس منظر میں یہ بھی فرمایا کرتے کہ شعبان میرا مہینہ ہے، یعنی روزے اللہ نے اس مہینہ میں فرض نہیں کئے؛ لیکن مجھے وہ عمل پسند ہے جو اللہ کی طرف سے رمضان میں فرض ہے، شعبان کی پندرہ شب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم عبادت کا خصوصی اہتمام فرماتے، اس رات میں خود اللہ رب العزت کی طرف سے رمضان کے آنے کے قبل ایسے انعامات اور فیوض وبرکات کا اعلان ہوتا ہے کہ بندے میں خوشی کی لہر دوڑ جاتی ہے اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ رمضان کی آمد آمد ہے۔ اس رات اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا نزول سورج غروب ہونے کے بعد سے ہی شروع ہوجاتا ہے۔ منادی آواز لگاتا رہتا ہے کہ کوئی بخشش طلب کرنے والا ہے جسے میں بخش دوں، ہے کوئی رزق طلب کرنے والا جس پر رزق کے دروازے کھول دوں، پھر رمضان میں جو مغفرت کا اعلان عام ہوتا ہے اس سے قبل ہی بنوکلب کی بکریوں کے بالوں کے برابر پندرہ شعبان کی شب میں گنہگاروں کی مغفرت کردی جاتی ہے، اتنی کثرت سے مغفرت ہی کی وجہ سے اسے لیلۃ البراءۃ کہا جاتا ہے۔

مفسرین کی ایک رائے یہ بھی ہے کہ اللہ نے اس رات میں قرآن کریم کے نزول کا فیصلہ کیا، جس کی تنفیذ شب قدر میں ہوئی؛ گویا جس طرح موسم بہار کی آمد سے قبل آثار وقرائن بتاتے ہیں کہ باد بہاری چلنے والی ہے اور صبح کی سفیدی روشن دن کے آنے کی خبر دیتی ہے، اس طرح اللہ رب العزت اس ماہ مبارک کے آنے سے قبل ہی اس کے فیوض وبرکات کے ایک حصہ کا آغاز شعبان سے کردیتا ہے۔ اسی وجہ سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کی تیاریوں میں مشغول رہتے، صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کے سامنے رمضان المبارک کی عظمت واہمیت بیان فرماتے۔ پھر جب شعبان کے آخری ایام آتے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم استقبال رمضان پر تقریر فرماتے اور لوگوں کو خیر کے کاموں کی طرف ابھارتے۔

اس موقع سے آپ کی تقریر جو حضرت سلمان فارسی کے حوالے سے احادیث کی کتابوں میں مذکور ہے، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ لوگو! ایک باعظمت مہینہ آپہونچا ہے یہ ماہ رمضان ہے۔ اس ماہ میں جو شخص کوئی نیک کام کریگا اس کا ثواب فرض کے برابر اور فرض ادا کریگا تو اس کا ثواب ستر فرض کے برابر ملے گا، جو روزہ دار کو افطار کرائے گا وہ جہنم سے خلاصی پائے گا۔ اور اسے روزہ دار کے بقدر ثواب ملے گا، جب کہ روزہ دار کے ثواب میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔ اور یہ ثواب محض ایک کھجور یا ایک گھونٹ پانی سے افطار کرانے پر بھی ملے گا۔ اور اگر کسی نے روزہ دار کو پیٹ بھر کھانا کھلا دیا تو حوض کوثر سے ایسی سیرابی ہوگی کہ جنت میں داخلے تک پیاس نہیں لگے گی اور جنت بھوک پیاس کی جگہ نہیں ہے، فرمایا: اس ماہ کا پہلا حصہ رحمت، دوسرا مغفرت اور تیسرا دوزخ سے آزادی کا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس ماہ میں اپنی خاص رحمت سے ایسا انتظام کرتے ہیں کہ شیطان بندوں کو گمراہ نہ کرسکے، اور برائی پر آمادہ کرنے سے باز آجائے اسی لئے جنات اور سرکش شیاطین کو پابند سلاسل کردیا جاتا ہے۔ جہنم کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں اور جنت کے دروازے پورے ماہ کے لئے کھول دیئے جاتے ہیں۔ اور منادی خدا کی طرف سے آواز لگاتا ہے کہ خیر کے طالب آگے بڑھو اور شر کی طرف مائل لوگو رک جاؤ، باز آؤ، اتنے اہتمام کے باوجود اگر کوئی مسلمان اس ماہ سے فائدہ نہیں اٹھاتا اور جنت کے حصول کے سامان نہیں کرتا تو بدبختی اور شقاوت کی انتہا ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے لوگوں کے لئے حضرت جبرئیل علیہ السلام کی بددعا کہ جو شخص رمضان کا مہینہ پائے اور اپنی مغفرت نہ کروالے اس پر آمین کہا ہے، ایک حضرت جبرئیل کی بددعا، اور دوسرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آمین کہنا، ایسے لوگوں پر لعنت ہی لعنت کا کھلا اعلان ہے۔

یہ تمام انعامات اور فیوض وبرکات اس ماہ میں نزول قرآن کی وجہ سے ہیں، اس لیے اس ماہ مبارک کا حق یہ ہے کہ تلاوت قرآن کی کثرت کی جائے، تراویح میں قرآن سننے سنانے کا اہتمام کیا جائے، تہجد میں رات گذاری کی جائے اور ہر لمحہ کو قیمتی سمجھ کر ذکر، اذکار اور وظائف میں مشغول رہا جائے، روزہ کا ایسا اہتمام کیا جائے جو شریعت کو مطلوب ہے، اور جس سے تقوی کی کیفیت پیدا ہوتی ہے، جو روزہ کا اصل مقصد ہے، روزہ صرف کھانے پینے اور شہوانی خواہشات سے پرہیز تک محدود نہ رکھا جائے، بلکہ آنکھ، دل، دماغ، کان، زبان، ہاتھ، پاؤں، اور سبھی اعضاو جوارح کا روزہ رکھا جائے، آنکھ غلط چیزوں کو نہ دیکھے، دل گناہوں کی طرف مائل نہ ہو، دماغ خدا کے احکام کے خلاف نہ سوچے، کان غلط نہ سنے، زبان غیبت، چغل خوری، جھوٹ، طعن وتشنیع گالی گلوج سے محفوظ رہے، اور اعضا وجوارح خدا کی مرضیات پر لگ جائیں، ایسا روزہ دراصل روزہ ہے، بندہ جب ایسا روزہ رکھتا ہے تو اللہ خود اس کا ہوجاتا ہے، اور اللہ دلوں کے احوال جانتا ہے، اس لیے اجر وثواب کا ضابطہ ایک دس کا یہاں نہیں چلتا، بلکہ جس نے اللہ کے لئے روزہ رکھا ہے، اللہ ہی اس کا بدلہ دیں گے پھر چونکہ یہ غم گساری کا بھی مہینہ ہے اس لیے جہاں کہیں بھی رہے، جس کام میں لگا ہوا ہے۔ اس میں اس کو ملحوظ رکھے، حسب استطاعت غربا کے خورد ونوش اور محتاجوں کی ضروریات کی کفالت کا بھی نظم کرے کہ یہ بھی روزہ کے مقاصد میں سے ایک ہے، ہم لوگ جنہیں اللہ تعالیٰ نے خورد ونوش کی سہولتیں دے رکھی ہیں اور بھوک پیاس کی تکلیف کا احساس پورے سال نہیں ہوتا، بلکہ شادی اور دیگر تقریبات میں کھانے پینے کی اشیاء کو ضائع کرتے ہیں، انہیں روزہ میں جب بھوک پیاس لگے تو ان کے اندر یہ احساس جاگنا چاہئے کہ سماج کے دبے کچلے لوگ جن کے گھر چولہا بڑی مشکل سے جلتا ہے۔ اور کئی بار فاقہ میں رات گذر جاتی ہے، کس قدر پریشانیاں محسوس کرتے ہوں گے، اس وجہ سے اکابر نے اس بات پر زور دیا کہ افطار اور کھانے میں تلافی مافات کی غرض سے اتنا نہ کھالے کہ روزہ رکھنے سے جو شہوانی قوت میں تھوڑی کمی آئی تھی وہ جاتی رہے اور سحری میں اس قدر نہ کھالے کہ دن بھر بھوک پیاس کا احساس ہی نہ ہو۔ اس ماہ میں مدارس کے اساتذہ اور اکابر علماء، ادارے تنظیموں اور مدارس کی فراہمی مالیات کے لئے کوشاں اور متفکر ہوتے ہیں۔ ان کا اکرام کیا جائے، اور محسوس کیا جائے کہ وہ امراء پر احسان کرتے ہیں کہ ان کی زکوۃ بروقت مناسب جگہ پہنچ جاتی ہے، اس لئے جھڑک کر اور بار بار انہیں دوڑا کر اپنے عمل کو ضائع نہیں کرنا چاہیے اس سے علماء کی بے وقعتی بھی ہوتی ہے اور ثواب بھی ضائع ہوتا ہے۔ اللہ سے دعا ہے کہ وہ پورے ایمانی قوت سے رمضان المبارک کے فیوض وبرکات سے ہم سب کو وافر حصہ عطا فرمائے اور اسے جہنم سے نجات کا ذریعہ بنادے۔ آمین۔

وزیر داخلہ کی فکرمندی

گذشتہ ہفتہ لکھنو کی بی جے پی کے طلبہ ونگ اکھل بھارتیہ ودیارتھی پریشد کے اجتماع میں سیاست کے گرتے ہوئے معیار کا تجربہ کرتے ہوئے مرکزی وزیر داخلہ راجناتھ سنگھ نے کہا کہ اگر سیاست گندے ہاتھوں میں جائے گی تو بدعنوان ہوجائے گی اور اگر یہ پاک ہاتھوں میں ہوگی تو اس میں شفافیت آئے گی، انہوں نے دلیل دی کہ بھگوان رام نے سیاست کی تو یہ بھگتی بن گئی، شری کرشن نے کی تو یہ مکتی بن گئی، گاندھی اور سبھاش نے کی تو سیاست شکتی بن گئی، جبکہ آزاد اور اشفاق اللہ نے سیاست کی تو یہ مکتی بن گئی، وزیر داخلہ نے اپنے اس بیان کے ذریعہ ایک تیر سے کئی شکار کر ڈالے، ایک طرف انہوں نے بدعنوان سیاست دانوں پر لگام کسنے کی نصیحت کی تو دوسری طرف آزاد اور اشفاق اللہ کی قربانیوں پر پانی پھیر دیا، کسی بھی جمہوری ملک کے وزیر داخلہ کا اس طرح تنقیدی موقف اختیار کرنا جس سے مسلم مجاہدین آزادی کی سرفروشانہ کاوشوں کو شک وشبہ کی نظروں سے دیکھا جائے کسی طرح بھی مناسب اور معقول نہیں کہا جاسکتا، اشفاق اللہ خان نے قربانی دے کر ملک کو ایک نئی توانائی دی اور مولانا ابوالکلام آزاد نے نیا جوش وولولہ اور ترقی کی ایک نئی جہت عطا کی اور یہ ایک مستقل موضوع گفتگو ہے جس کو یہاں چھیڑنا مناسب نہیں معلوم ہوتا، جہاں تک صاف ستھری سیاست کی بات ہے تو آج ہر طرف سے یہ آوازیں اٹھ رہی ہیں کہ سیاست کو جرائم سے پاک کیا جائے کیونکہ سیاست عوامی خدمت فلاح وبہبود کا وسیلہ ہوا کرتی ہے، لیکن آج کی سیاست اقتدار کا محور یا دولت اکٹھا کرنا ہو گیا، آپ کو ملک کی اسمبلیوں اور پارلیامنٹ کے دونوں ایوانوں میں ایسے سیاست دانوں کی بڑی تعداد مل جائے گی جن کے ہاتھ اور دامن جرائم وکرائم سے داغدار ہیں، بہترے ایسے بھی مل جائیں گے جن کے خلاف مقدمات درج ہیں ان کے لئے اصول ونظریات کوئی معنیٰ نہیں رکھتے، وہ صرف اقتدار کے حصول کے لئے سب کچھ قربان کردینے پر ہر وقت تیار رہتے ہیں، یہ نہ الزام ہے اور نہ مفروضہ، بلکہ مرکز سے لے کر ریاستوں تک ہر جگہ اسکا مشاہدہ کیا جاسکتا ہے، اب اگر واقعی میں وزیر داخلہ ملک میں صاحب کردار سیاست دانوں کو فروغ دینا چاہتے ہیں تو انہیں سنجیدہ طریقے پر خود اعتمادی کے ساتھ ٹھوس قدم اٹھانا پڑے گا ان اور اس کو اپنے گھر سے شروع کرنا ہوگا، پہلے وہ اپنی پارٹی کو جرائم پیشہ افراد سے پاک کریں اور جمہوری روایت اور سیاسی کلچر کے استحکام پر اعتماد رکھنے والوں کو ترجیح دیں۔

کچھ کام نہیں بنتا بے جرأت رندانہ

میرا مطمح نظر تو یہ ہے کہ اس ملک کے سیاست دانوں کے لئے ایک مضبوط اور مؤثر ضابطہ اخلاق کی ضرورت ہے ایسے ضابطہ اخلاق کی جو صرف کاغذ کی زینت بن کر نہ رہ جائے بلکہ جس سے فکر وعمل میں ایک نیا انقلاب برپا ہوجائے جس کی تاثیر سے ہر شخص کا اپنا ضمیر محتسب بن جائے اوپری لوگ ٹھیک ہوجائیں تو ملک کا سیاسی وسماجی ڈھانچہ خود بخود مستحکم ہوجائے گا، اور سماجی انصاف کی آواز پوری ہوسکے گی۔

شمالی اور جنوبی کوریا کی دوستی

تجزیہ نگاروں کا خیال ہے کہ شمالی کوریا کہ صدر کم ان جونگ اور جنوبی کوریا کے مون جے کی غیر رسمی ملاقات سے خطہ کے اندر قیام امن کا نیا باب شروع ہوگا، ان دونوں رہنماؤں نے ماضی کی تلخیوں کو بھلا کر انتہائی سنجیدگی اور ایمانداری کے ساتھ گفت وشنید کی کشیدگی اسی وقت بڑھی جب ۱۹۵۰ء میں شمالی کوریا نے جنوبی کوریا پر حملہ کردیا تھا جس سے دونوں ملکوں کے درمیان جنگ چھڑ گئی تھی، شمالی کوریا کی فوجیں پورے جنوب پر قابض ہوگئیں، امریکہ فوجوں نے بڑے پیمانے پر مداخلت کر کے انہیں پیچھے ہٹا دیا ادھر شمالی کوریائی مدد کے لئے چینی فوجیں میدان میں اتر آئیں آخر کار ۱۹۵۳ء میں جنگ بندی ہوگئی، دراصل دوسری عالمی جنگ کے دوران جاپان کے ہتھیار ڈالنے کے بعد کوریا کو دو علاقوں میں تقسیم کردیا گیا، اس کے بعد ۱۹۴۸ء میں دونوں علاقوں کو باقاعدہ طور پر تسلیم کرلیا گیا، لیکن دونوں کوریائی حکومتوں کے تعلقات کشیدہ ہوگئے اور جب بھی اس خطہ میں زلزلہ کی آہٹ محسوس کی جاتی تو جنوبی اور شمالی کوریا کے کان کھڑے ہوجاتے ہیں پھر شمالی کوریا اپنی دفاعی قوتوں کی بالادستی کے لئے جوہری تجربہ شروع کردیتا ہے جس سے اس بات کی نشاندہی ہوتی ہے کہ شمالی کوریا جوہری ہتھیاروں کے معاملہ میں خود کفیل ہے اس لئے اس سے پنجہ آزمائی کی جلد کوئی ہمت نہیں کرتا، اور امریکہ کو بھی اس سے خطرہ لاحق ہوگیا اور اس کے لئے وہ برابر شمالی کوریا کو وارننگ دیتا رہا، پھر اس کے بعد سیاسی حالات کشیدہ ہوجاتے ہیں۔ اب جبکہ ان دونوں ملکوں کے رہنماؤں کی ایک میز پر مستقل گفتگو ہوئی تو اس کے خوشگوار اثرات دوسرے ممالک پر پڑنے شروع ہوگئے، امریکہ اور چین نے اس ملاقات کو ایک تاریخی واقعہ قرار دیا اور ان ملکوں کے رہنماؤں سے امید ظاہر کی کہ اس پرامن مذاکرات کے بعد خطے میں پائیدار امن قائم ہوگا، ان دونوں ملکوں نے کئی دہائیوں سے جاری گلے شکوے کو دور کر کے دنیا کے دوسرے ملکوں کو یہ پیغام بھی دیدیا کہ ملک وعوام کی ترقی وخوشحالی کے لئے ان ملکوں کو بھی اپنے اختلاف بھلا دینا چاہئے اور قیام امن کی کوشش کو تیز کرنا چاہیے، کیونکہ جب ملکوں کے اندر امن قائم ہوگا تو ملک کی اقتصادی اور معاشی حالات مضبوط ہوگی، غربت وبے روزگاری اور مہنگائی پر قابو پایا جائے گا، پھر ہر ایک کو پھلنے پھولنے کے مواقع فراہم ہوں گے۔

MD ASADULLAH\Downloads\Naqueeb Final 07-05-2018. (6).inp 07-05-2018 20:00 PAGE 4 (1,1)

یادوں کے چراغ

مولانا ممتاز علی مظاہریؒ

: ایڈیٹر کے قلم سے

بہار میں تعلیمی بیداری لانے اور اس کو گھر گھر عام کرنے کے لیے جن چند لوگوں کی خدمات غیر معمولی رہی ہیں اور اس کے دور رس اور دیرپا اثرات سامنے آئے ہیں، ان میں ایک بہت معتبر، انتہائی قدر آور نام، دلآویز اور دلکش شخصیت حضرت مولانا ممتاز علی (ولادت 1921) بن محمد سلیم بن پیمبر حسین بن محمد قاسم سابق پرنسپل مدرسہ رحمانیہ یکہتہ مدھوبنی کی تھی، جن کا انتقال ۲؍مئی ۲۰۱۸ء ۹ بج کر پینتالیس منٹ پر ہوا، جنازہ کی نماز بعد نماز ظہر ان کے نواسہ اور امارت شرعیہ یکہتہ کے قاضی محمد رضوان صاحب نے جنازہ کی نماز پڑھائی اور ہزاروں سوگواروں کی موجودگی میں یکہتہ کے قبرستان میں سپرد خاک کیے گئے۔ ہر دم رواں اور بڑھاپے میں بھی پیہم دواں مولانا کی ذات ہم جیسوں کے لیے قابل تقلید تھی، عمر کی اس منزل میں جب قویٰ جواب دے رہے ہیں، جسم بھی بارگاہ ایزدی میں ان کے دل کی طرح جھک گیا تھا۔ اس حالت میں بھی علاقہ کی فکر اور اسفار ان کی زندگی کا طرۂ امتیاز تھا، وہ علم، صلاح، تقویٰ میں بہت بڑے تھے؛ لیکن تواضع اور انکساری میں ثمر دار درخت کی طرح چھوٹوں کے لیے بھی اپنے بازو پھیلا دیتے تھے، اب جبکہ مردم سازی کا فن ختم ہوتا جا رہا ہے اور ہر قد آور شخص برگد کی درخت کی طرح بنا ہوا ہے جس کے نیچے کوئی پودا تناور درخت نہیں بن سکتا، ایسے میں مولانا موصوف کا وجود غنیمت تھا، انہیں مردم سازی کا فن آتا تھا اور وہ پوری دریا دلی کے ساتھ اس کو برتتے تھے، اپنے اس فن سے انہوں نے کتنوں کو کام کا بنا دیا دراصل یہ مزاج ان کا بنا، امیر شریعت رابع حضرت مولانا منت اللہ رحمانیؒ، مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ اور حضرت شیخ زکریاؒ کی صحبت ومحبت، تربیت بیعت وطریقت سے، مولانا ممتاز علی نے ان حضرات سے کسب فیض کیا، مولانا محمد طلحہ دامت برکاتہم سے خلافت پائی اور اس فیض کو ابر رحمت کی طرح علاقہ پر برسایا، گلی گلی، محلے محلے گشت کیا، مدرسوں، خانقاہوں، مکاتب اور دور دراز کی بستیوں تک پیغام ربانی کو پہونچایا اور یہ سلسلہ آخری دم تک جاری تھا۔

مولانا ممتاز علی مظاہری کی پیدائش ضلع مدھوبنی (سابق ضلع دربھنگہ) کی مردم خیز بستی یکہتہ میں ہوئی، ابتدائی تعلیم اپنے وطن میں حاصل کرنے کے بعد مدرسہ عزیزیہ بہار شریف تشریف لے گیے اور مولانا ریاض احمد صاحب، مولانا محمد ابراہیم صاحب اور مولانا محمد یوسف صاحب رمضان پوری اور مولانا محمد حنیف نیموی صاحب کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا اور بہار مدرسہ اکزامینیشن بورڈ کے نصاب کے مطابق عالم تک تعلیم حاصل کی اور بورڈ امتحان میں اچھے نمبرات سے کامیاب ہوئے، ۱۹۴۷ء میں آزادی کا سورج طلوع ہوا تو نقل مکانی کے ساتھ خون ریز فساد کا جو سلسلہ شروع ہوا، اس کی وجہ سے فاضل کی تعلیم ملتوی کرنی پڑی، ۱۹۴۸ء میں شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ سے دورہ حدیث کی تکمیل کی، بعض کتابیں حضرت مولانا محمود الحسن صاحب سے پڑھیں، بعد میں مولانا نے مدرسہ اکزامینیشن بورڈ سے فاضل حدیث، فاضل تفسیر، بی اے آنرس فارسی بھی کیا۔ دوران درس حضرت شیخ کی خصوصی شفقت ومحبت مولانا کو حاصل رہی، چنانچہ حضرت شیخؒ نے مدرسہ چھوڑتے وقت نصیحت کیا کہ ''کسی دینی مدرسہ میں رہنا'' مولانا کے دل میں یہ بات گڑ گئی، صلاحیت بھی تھی اور مواقع بھی تھے، لیکن مولانا نے دینی تعلیم کو اپنی زندگی کا مشن بنالیا۔

۱۸۸۰ء سے یکہتہ میں ایک مدرسہ چل رہا تھا، مولانا زین الدینؒ کی ذات بابرکات اور غیر معمولی توجہ اور انہماک کی وجہ سے اطراف وجوانب کے طلبہ ان سے فارسی پڑھنے کے لیے آیا کرتے تھے، فارسی کا چلن تھا اور آج کی طرح یہ زبان متروک نہیں تھی، مولانا کے وصال کے بعد مدرسہ کا وجود تو باقی رہا لیکن وہ بات کہاں میر مدن کی سی۔

۱۹۵۰ء میں مولانا نے بحیثیت مدرس اول اس مدرسہ کی کمان سنبھالی اور مدرسہ کی نشاۃ ثانیہ کا مشکل اور دشوار ترین کام شروع کیا، مدرسہ میں مطبخ نہ ہونے کے باوجود اطراف وجوانب ہی نہیں دور دراز علاقوں مثلاً پورنیہ، سہرسہ، بھاگل پور، وغیرہ سے طلبہ آنے لگے، ان کی رہائش کے لیے اس وقت مدرسہ کے پاس چند کھپڑے پوش کوٹھریاں تھیں، کھانے پینے کا سارا نظم گاؤں کے لوگ کیا کرتے تھے۔

یکہتہ کے نامور سپوت جناب محمد شفیع بار ایٹ لا حکومت بہار میں وزیر تعمیرات ہوئے تو انہوں نے اس مدرسہ کا الحاق ۱۹۵۲ء میں مدرسہ اکزامینیشن بورڈ سے کرایا اور مولانا موصوف کی محنت سے یہ مدرسہ ترقی کرتا ہوا فاضل معیار تک پہونچا، آج اس مدرسہ کی عالیشان عمارت کھڑی ہے، مدرسہ کے قریب عالی شان مسجد بھی مولانا ہی کی محنت کا ثمرہ ہے، گاؤں کے چھ سو سے زائد طلبہ مولانا کے وقت میں اس مدرسہ سے استفادہ کرتے تھے، اساتذہ کی تعداد ۲۴ رتھی، جس میں سے بارہ کی تنخواہ عوامی چندے سے پوری کی جاتی تھی، مطبخ سے ایک سو غریب ونادار کی کفالت ہوتی تھی، یہ اعداد وشمار مولانا کے وقت کے ہیں۔

مولانا کی محنت سے جو اس مدرسہ سے رجال تیار ہوئے، ان میں کئی نامور پروفیسر اور استاذ ہوئے، ڈاکٹر یٰسین انصاری، ڈاکٹر بدیع الزماں آر کے کالج مدھوبنی، ڈاکٹر توحید عالم آر ڈی ایس کالج مظفر پور، مولانا نور الہدیٰ شمسی مسلم ہائی اسکول پٹنہ، شفیع الرحمٰن اور پٹیل ہائی اسکول پٹنہ سٹی اسی مدرسہ کے ابناء قدیم ہیں، یقیناً کوئی بھی ادارہ اپنے ایسے سپوت پر ناز کرسکتا ہے، لیکن میرے نزدیک مدرسہ رحمانیہ کی سب سے بڑی خدمت یہ ہے کہ اس نے بہار اور بیرون بہار مساجد اور مکاتب کے لیے امام اور معلمین فراہم کئے، پورے ملک میں اس کام کے لیے جتنے افراد اس گاؤں نے فراہم کیے اتنے میرے علم کے مطابق کسی اور ادارے نے نہیں فراہم کیا، مولانا نے یہاں کے فارغین کا جو ذہن بنایا وہ قوت لایموت پر قناعت کا، سب جانتے ہیں کہ مکتب کے معلمین اور مساجد کے ائمہ کو کیا تنخواہ ملتی ہے، لیکن یہاں کے فارغین نے توکل اور قناعت کے ساتھ مولانا کے دینی تعلیمی مشن کو گاؤں گاؤں گھر گھر اور گلی گلی تک پہونچا دیا، تنہا یہی خدمت اتنی بڑی ہے کہ اس میں مولانا کی کوئی ہم سری نہیں کرسکتا اور مولانا کی مغفرت کے لیے کافی ہے۔

مولانا کی خدمت کا دائرہ بڑھتا گیا۔ دینی تعلیم اصلاح معاشرہ اور اصلاح ذات پر مولانا نے اپنی توانائی صرف کردی، درجنوں مدرسوں کے سرپرست رہے، مولانا کی یہ خدمت عنداللہ تو مقبول تھی ہی، عندالناس بھی مقبول ہوئی، شہرہ عام ہوا تو یوم اساتذہ کے موقع سے ۵؍ستمبر ۱۹۹۱ء کو ملک کا باوقار قومی انعام برائے اساتذہ بھی صدر جمہوریہ کے ہاتھوں آپ کو ملا، اس طرح حکومتی سطح پر آپ کی خدمات کا اعتراف کیا گیا۔

مولانا حضرت امیر شریعت رابع کے خصوصی معتقد اور اکابر امارت شرعیہ کے ہر دور میں خصوصی معتمد رہے، حضرت امیر شریعت رابع سے لے کر امیر شریعت سادس تک مسلسل مجلس شوریٰ کے رکن رہے اور جب تک قُویٰ نے جواب نہیں دیا بڑی پابندی سے مجلس شوریٰ کے حاضر باش رہے، کوئی موقع ہو اور کوئی کام آپڑا ہو، امارت شرعیہ کا خط گیا اور مولانا مہم میں جُٹ گئے، اپنی بڑائی کے ساتھ دوسرے علماء کا ادب واحترام اور سمع وطاعت کے ساتھ کام کرتے مولانا کی طرح میں نے کم لوگوں کو پایا۔ امارت شرعیہ سے خصوصی محبت کے نتیجے میں ان کی تگ ودو اور جدوجہد سے ہی یکہتہ میں دار القضا کا قیام عمل میں آیا اور الحمدللہ اس شعبہ کے ذریعہ وہاں اچھا کام ہو رہا ہے، یکہتہ میں چھوٹی بڑی کوئی تقریب تعلیمی بیداری کانفرنس یا جلسہ ہو وہ اکابر امارت شرعیہ کے بغیر نہیں کرسکتے، بڑے نہیں دستیاب ہوسکے تو ہم جیسے چھوٹوں کو ہی بلائیں گے، لیکن امارت کا نمائندہ ضرور ہوگا، ان کے حلقے میں بھی اگر کوئی پروگرام ہوگا تو امارت شرعیہ کے لوگ کو ضرور مدعو کراتے ہیں۔

انہوں نے مسلم پرسنل لا بورڈ کے دو اجلاس میں مدعو خصوصی کی حیثیت سے شرکت کی اور علاقہ میں مسلم پرسنل لا کے ذریعہ چلائے جا رہے اصلاح معاشرہ کی تحریک کو عام کرنے میں سرگرم حصہ لیا۔

مدرسہ رحمانیہ سے ۱۹۹۴ء میں سبکدوشی کے بعد انہوں نے معہد البنات یعقوبیہ کے نام سے یکہتہ میں ہی لڑکیوں کا مدرسہ قائم کیا یہ مدرسہ وفاق المدارس الاسلامیہ امارت سے ملحق ہے اور اچھے انداز میں چل رہا ہے، میں اسے مولانا کی کرامت سمجھتا ہوں۔

مولانا سے میری ملاقات مدرسہ احمدیہ ابابکر پور کے زمانہ تدریس سے ہے، جس زمانہ میں، میں ''بہار مدرسہ بورڈ ــــ تاریخ وتجزیہ'' کی تصنیف میں مشغول تھا اور شمس الہدیٰ کے قبل قائم شدہ اداروں کی تاریخ مرتب کر رہا تھا، مولانا سے میری ملاقات ہوئی تھی مولانا نے مدرسہ رحمانیہ کی اجمالی تاریخ بتائی تھی، جسے میں نے شامل کتاب کرلیا تھا وہ دن اور آج کا دن، مولانا کی محبت وشفقت اس حقیر پر مسلسل اور بے پایاں تھیں۔ نہ معلوم کتنے پروگرام میں یکہتہ بلایا اور کن کن عنوانوں سے بلایا۔

ایسے بافیض شخص کا رخصت ہو جانا محض ان کے خاندان، گاؤں اور علاقہ کا نقصان نہیں، ملی نقصان ہے، اللہ سے دعا ہے کہ وہ انہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے اور پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

کتابوں کی دنیا

تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ھیں

اپنے رحمة للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانئے

: رضوان احمد ندوی

پیغمبر انسانیت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے ایک ایک پل کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کرام پھر ان کے فیض یافتگان تابعین، تبع تابعین نے جس طرح سینے سے لگائے رکھا اور تاریخ کے ہر دور کے علماء ومشائخ نے قلم وقرطاس کے ذریعہ منتقل کیا وہ اب تاریخ انسانی کی ایک زندہ حقیقت ہے لیکن مغربی مورخین نے حضورﷺ کی شخصیت میں شکوک وشبہات کے ذریعہ آپ کے پیغام رسالت کی اہمیت سے لوگوں کو صرف نظر کرانے کی کوشش کی، ہمارے بڑوں نے اس کے ازالہ کی بہت کوششیں کیں، کتاب اور رسالے طبع کرائے اس طرح سیرت کے موضوع پر بے شمار تحریروں وبے مثال کتابوں کی موجودگی میں زیر نظر کتاب کے لکھنے کا محرک شاید یہی جذبہ کارفرما رہا ہوگا کہ معاندین اسلام کے اعتراضات کو نظر میں رکھ کر ان کی تلبیسات کا ابطال کیا جائے، اور دنیا کو بتایا جائے رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبر ہونے کے علاوہ آپ بیک وقت ایک حکمراں، فاتح، سالک اور معلم اخلاق بھی تھے، اسی جذبہ صادق سے جناب محمد تشکیل کیفی دہلی نے آغاز کتاب مین سیرت کے بحر ذخار سے چند قطرے عقیدت وفدائیت کے آبگینوں کی شکل میں پیش کئے ہیں اسی کے بعد ملکی وعالمی سطح کے دانشوروں اور انصاف پسند لوگوں کے انطباعات وتاثرات کو زیب قرطاس بنایا جنھوں نے مغرب کے پھیلائے ہوئے پروپگنڈہ کو رد کرتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کے ساتھ اظہار عقیدت کیا ہے، ان دانشوروں میں ہر شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والے ایسے حق پرست لوگ شامل ہیں جنھیں اپنی اپنی قوموں اور طبقات میں عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے، عالم عرب کی ممتاز شخصیات کے علاوہ سابق صدر امریکہ براک اوباما، البرٹ آئین اسٹائن، ڈیویڈ سومولے، پوپ جان پال، گرونانک، مہاتما گاندھی، سردار جوگندر سنگھ، سوامی ودیانند، رادھا کرشنن سمیت سیکڑوں اغیار نے حق پسندی کا اظہار کرتے ہوئے شان رسالت میں خراج عقیدت پیش کیا، مائیکل ہارٹ نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ دنیا میں جتنے لوگوں نے انقلابی کارنامہ انجام دیئے وہ کارنامے ان کے بغیر بھی رونما ہوسکتے تھے، مگر حضرت محمد نہ ہوتے تو اتنا عظیم کارنامہ بھی انجام نہیں پاسکتا تھا، بلاشبہ یہ کتاب اپنے موضوع اور مقصد کے اعتبار سے ایک نہایت مفید اور کارآمد کتاب ہے، جس سے انگریزی اور ہندی زبان سے واقف کار براہ راست استفادہ کرسکتے ہیں، پیش نظر کتاب انگریزی اور ہندی زبان میں Know your Rahmatul lil Aalamin کے نام سے شائع ہوئی ہے، مجھے احساس ہے کہ کتاب انگریزی اور ہندی زبان میں ہونے کے باعث پورے طور پر اس سے فیضیاب نہ ہوسکا، مگر جتنے حصہ کو دیکھا اور سمجھا دل میں گداز پیدا ہوا، کتاب کی طباعت وکاغذ بہت معیاری ہے، بلکہ اس کا ہر پہلو دیدہ زیب اور پرکشش ہے، جن حق پسند لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف وتحسین فرمائی ان کی عکس تصویر سے بھی کتاب مزین ہے، خواہشمند حضرات اقلیتی فاؤنڈیشن برائے ترقیات وتحفظات E-33 فرسٹ فلور اسٹریٹ، ابوالفضل انکلیو۲، شاہین باغ جامعہ نگر نئی دہلی۔۲۵ سے طلب کرسکتے ہیں۔

ذرائع ابلاغ کا دورخاپن

مولانا سعید الرحمن اعظمی ندوی

تاریخ انسانی نے ہر دور میں میڈیا کی افادیت کو سراہا اور تسلیم کیا ہے اور اس کی نافعیت ہر زمانہ میں برقرار رہی ہے، البتہ دور حاضر میں یہ انسانی معاشرہ کی ایسی ضرورت بن گئی ہے کہ جس کو بھی اس کے تن سے جدا نہیں کیا جاسکتا، یہ بھی انسانیت کی تعمیر وترقی اور فلاح وبہبود کی منزل کی طرف لیجانے اور بھی اس کے محل کو مسمار اور تاراج کرنے میں اہم رول ادا کیا ہے تو بھی افراد قوم کے عزم وحوصلہ کی تلوار کو زنگ آلود کرنے اور بھی ان کے اخلاق وکردار کو جلا بخشنے میں ایک موثر کردار ادا کرتا ہے؛ بلکہ یہ کہنا زیادہ صحیح ہوگا کہ یہ دودھاری تلوار کے مانند ہے، جہاں اس کا صحیح اور درست استعمال انسانیت کے تن مردہ میں جوش وولولہ کی روح پھونکتا ہے، وہیں اس کا غلط اور بے جا استعمال انسانی زندگی کے لیے سم قاتل ثابت ہوتا ہے۔

دور حاضر میں ذرائع ابلاغ اور میڈیا کی ترقی اور اس کی اہمیت کا اندازہ اس طور پر لگایا جاسکتا ہے کہ یہ انسانی زندگی کے تمام شعبوں میں چھایا ہوا ہے، اس کے اثر ورسوخ اور کارفرمائی کا عالم یہ ہے کہ شہر تو شہر گاؤں اور دیہات کی زندگی میں بھی یہ خون کی طرح دوڑ رہا ہے اور علم ودانش کے بڑے بڑے اداروں، صنعت وتجارت کی عالمی منڈیوں، بڑی بڑی سیاسی پارٹیوں کی شہرت کا سارا کھیل میڈیا کے سر ہے اور عالمی سیاست کی بساط پر تو میڈیا اس طرح عصائے قاہری لیے بیٹھا ہے، جس طرح عہد کہن میں راجہ مہاراجہ چوپال پر بیٹھ کر عوام پر بار فرمان لادا کرتے تھے اور کسی کو کیا مجال کہ چوں کردے۔

موجودہ ذرائع ابلاغ میں انٹرنیٹ اور ٹیلی ویژن کو جو مقام حاصل ہے، وہ دوسرے ذرائع ابلاغ جیسے ریڈیو، اخبار وغیرہ کو حاصل نہیں؛ لیکن انسانی تاریخ کے ذخیرہ کی ورق گردانی کرنے والا اس بات کو بخوبی جانتا ہے کہ جس اسلام کی کرنیں وادیٔ بطحا کے ریگ زاروں سے پھوٹ رہی تھیں اور اس کی شعاعیں مغرب ومشرق کے خطوں میں جگمگا رہی تھیں، اسی روز سے اسلام نے میڈیا کی اہمیت کی طرف لوگوں کی نگاہوں کو پھیرا اور اپنے عالمی دین اور آفاقی پیغام کی ترویج واشاعت میں میڈیا کی مختلف اصناف کا استعمال کیا، بھی اس نے پیغام کے لیے خطابت کا راستہ اختیار کیا تو بھی اس نے خط وکتابت کی راہ اختیار کی تو بھی اپنے رب کریم کی طرف بلانے کے لیے علم وحکمت کے دامن کو سنبھالا تو بھی اس نے شیریں دہانی سے گفتار دلبرانہ کا نمونہ پیش کیا، لہذا یہ کہنا غلط نہیں ہوگا کہ میڈیا نے اسلام کی آغوش میں آنکھیں کھولی اور اسی کے سایہ میں وہ پروان چڑھا؛ کیوں کہ اسلام اپنے جلو میں ایک عالمی اور آفاقی دین لے کر نمودار ہوا تھا، جس کا عالم اور آفاقی پیغام نوع انسانی کے لیے شفقت اور محبت پیدا کرنا تھا، انہیں امن وسلامتی کے زندگی کے مراحل طے کرنے کا سلیقہ سکھانا تھا، ان کے درمیان اخوت وبھائی چارگی کی روح پرور وفضا قائم کرنی تھی، نیکیوں کی طرف بلانا اور برائیوں سے بچانا تھا، چنانچہ اسی بنیادی اور طاقتور نظریہ کا مثبت نتیجہ تھا کہ اس کا یہ عالمگیر پیغام زبان وقلم کے سائے میں ایک سرزمین سے دوسری سرزمین تک اپنی روحانی کرنیں بکھیرتا رہا اور انسانیت کی کشت ویراں کو سیراب کرتا رہا اور بھٹکے ہوئے آہوؤں کو کھینچ کھینچ کر سوئے حرم لاتا رہا، یہاں تک کہ پہلی صدی ہجری کے اخیر تک اس کا پرچم دنیا کے اکثر وبیشتر حصہ میں لہرانے لگا اور بنی نوع انسانی کی اکثر آبادی اس کی آغوش میں پناہ لینے لگے۔

ہر صاحب فکر ونظر یہ تسلیم کرتا ہے کہ زبان وقلم دونوں افکار ونظریات کی ترویج کا سرچشمہ ہیں، مگر دونوں کے استعمال میں قدرے فرق ہے، تاثیر دونوں کی مسلم ہے، چنانچہ قلم کے ذریعہ واقعات وحوادث کی تصویرکشی اور اس کی تفصیل وتشریح اور خبروں کی منتقلی کا کام کیا جاتا ہے، البتہ اس کے ذرائع میں سے انٹرنیٹ، ٹیلیویژن اور ریڈیو ہے، دوسری طرف زبان کے ذریعہ بھی افکار وخیالات، نظریات ورجحانات منتقل کئے جاتے ہیں، مگر اس کے لیے بیان وخطابت کو وسیلہ بنایا جاتا ہے اور یہ کام کانفرنسوں، جلسہ وجلوس میں کسی مسئلہ کو پیش کرکے یا قراردادیں منظور کرکے کیا جاتا ہے اور قرآن کریم میں جو لفظ بلاغ استعمال کیا گیا ہے، اس کا مفہوم ہی کلام کو دوسروں تک پوری دیانت داری اور سچائی کے ساتھ پہنچانا ہے اور بلاغ یعنی پہنچانے کا انداز واسلوب زمانہ کی کروٹوں کی ساتھ بدلتا رہتا ہے۔

لیکن انداز کے اختلاف کے باوجود ان کا نصب العین ہمیشہ ایک رہا اور وہ نصب العین ہے افراد قوم کے درمیان اتحاد وسالمیت کا تحفظ، سماج میں محبت اور یگانگت، میل جول، بھائی چارگی اور رواداری کے جذبات کو مستحکم بنانا، اخلاقی اقدار کو فروغ دینا اور قومی کردار کی تعمیر کرنا، تخریب کاری، نفرت وعداوت، عصبیت وجہالت، غلط بیانی اور پروپیگنڈے سے دور رہنا، یہیں سے قرآن وحدیث کے اندر آئے ہوئے بلاغ کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے اور عصر حاضر میں اس کی اہمیت کا پتہ چلتا ہے؛ لیکن ان حقائق کے باوجود افسوس صد افسوس کہ دور حاضر کا علمی میڈیا اسلام اور مسلمانوں کے سلسلہ میں وہی دہراتا ہے جو اسے استاذ ازل نے روش اول سے سکھا رکھا ہے، آج کا عالمی میڈیا جس پر مغرب کی اجارہ داری ہے، اپنی تمام سرگرمیاں اور اپنے جملہ وسائل کا استعمال اسلام کی شان وشوکت کو کم کرنے، اس کی تہذیب وثقافت کے روشن چہرے کو مسخ کرنے، اس کے آفاق گیر پیغام کی دھجیاں بکھیرنے اور غلط بیانات اور پروپیگنڈوں کے ذریعہ اس کی آہنی دیوار میں شگاف ڈالنے کے لیے کر رہا ہے، وہ عالم اسلام اور مسلمانوں کو ہر جگہ رسوا وبدنام کرکے ان کے عزم وحوصلہ کو ختم کردینا چاہتا ہے اور اس کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہا ہے کہ انہیں یاس وقنوط کی ایسی لامتناہی کھائی میں ڈھکیل دیا جائے، جہاں سے کامیاب اور زندہ قوم کے مستقبل کے امکانات کے تمام دروازے بند ہوجاتے ہیں اور عظمت رفتہ کی بازیابی کی راہ میں شکست خوردگی کے احساس کا ایسا بھاری پتھر رکھ دیا جائے کہ اس کے بارے میں سوچنے کے سارے سوتے خشک ہوجائیں، اسلام اور مسلمانوں کے خلاف یہ مذموم ذہنیت اور ناپاک سازشیں جن کے بوجھ تلے عالم اسلام کراہ رہا ہے، مغربی طاقتوں اور اسرائیل کی ظالم حکمرانوں کی ماتحتی میں انجام دی جارہی ہیں، جنہوں نے آزادیٔ رائے، انصاف پسندی، قوموں کے حقوق کا احترام اور آپسی تعاون اور خیر سگالی کا ڈھنڈورا پیٹ رکھا ہے اور دنیا کو یہ باور کرانے کی کوشش کی جارہی ہے کہ امن وسلامتی کا پرچم بردار اگر دنیا میں کوئی ہے تو وہ مغرب اور اسرائیل ہے، کس قدر اندھیر ہے کہ بھیڑیا اپنے کو بکریوں کا محافظ قرار دے رہا ہے اور دنیا کی حماقت بھی قابل تعریف ہے کہ امن کی دھجیاں بکھیرنے والوں کو واقعتاً امن وسلامتی کا ضامن تصور کر رہی ہے، ایسا کیوں؟ اس لیے کہ مغربی میڈیا نے اقوام عالم کو ایسی افیون کی گولی کھلادی ہے کہ پوری دنیا میڈیائی افیون سے مدہوش ہے، کیا آج آپ کو عالمی میڈیا کے اندر سچائی اور امانت داری کی کوئی خوشبو نظر آتی ہے؟ کیا اس کے اندر عوام کے احساس وجذبات کے احترام کی کوئی جھلک جو تصویر کے سچے رُخ کو پیش کردے؟ آج کا عالمی میڈیا عالم اسلام کی تمام تر علمی اور ثقافتی سرگرمیوں اور نوع انسانی کی تعمیر وترقی میں ان کی تمام تر کدوکاوش اور جہد پیہم پر اس طرح پردہ ڈالتا ہے کہ جیسے عالم اسلام پر بھی تہذیب وثقافت اور علوم وفنون کی فصل بہار گذری ہی نہیں، حالانکہ پوری دنیا بالخصوص یورپ کے ظلمت کدوں کو علم سے روشناس کرانے والا اسلام اور اس کے ماننے والے ہیں، اس کے برعکس کسی غیر اسلامی ملک کے معمولی واقعہ کو پہاڑ بنا کر پیش کرتا ہے اور اس کو عالمی منظر نام پر لانے کے لیے اپنی تمام کوشش صرف کرتا ہے اور غیر معمولی اہمیت کے ساتھ اس کو دنیا کے سامنے پیش کرتا ہے، چاہے پیش کردہ تصویر اور حقیقی تصویر میں واضح تضاد پایا جاتا ہو، لہذا اگر آج ہم انسانی قدروں کی بات کریں اور عالمی میڈیا کے میدان میں اس کو تلاش کریں تو یہ دیوانے کی بڑ سے کم نہیں کیوں کہ آج اس کا نصب العین صرف اور صرف مسلمانوں کے مضبوط ومستحکم وجود کو کمزور کرنا، اس کی ثقافت وتہذیب کو ملیامیٹ اور اس کی جڑوں کو کھوکھلا کرنا ہے؛ بلکہ یہ کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ آج کا مغربی میڈیا عالم اسلام اور بیرون اسلام کے خلاف عسکری یلغار کا ایک رمز ہے، اس کی اس طرح کی یورش اور اس کی اس ناپاک ذہنیت کی ابتداء تو طلوع اسلام سے آج تک قائم ہے، جس کا اظہار قرآن کریم نے چودہ سو سال پہلے کردیا تھا اور قوم مسلم کو یوں خطاب کرکے آگا کیا تھا کہ ﴿یہودی اور عیسائی تم سے ہرگز راضی نہ ہوں گے، جب تک تم ان کے طریقہ پر نہ چلنے لگو، صاف کہہ دو کہ راستہ بس وہی ہے جو اللہ نے بتایا۔﴾

لہذا ہمارا خیال ہے کہ موجودہ میڈیا کا جو استعمال ہو رہا ہے، یعنی نوع انسانی کے دامن کو تارتار کرنے، امت مسلمہ کے خلاف پروپیگنڈہ کرنے، اسے دہشت گرد قوم قرار دینے اور اس کے خلاف رائے عامہ کو ہموار اور نوع انسانی سے اس کو الگ تھلگ کرنے کی مذموم حرکتوں کی توقع وحشی جانوروں سے بھی نہیں کی جاسکتی ہے، چہ جائے کہ مذہبی انسانوں سے ان کا صدور ہو، کس قدر عقل کو مبہوت کرنے والی بات ہے کہ جانوروں کی سوسائٹیاں اور ان کا سماج اس طرح کے وحشیانہ اعمال سے پاک ہو، مگر انسان کہلانے والی مہذب قوم کا سماج اس طرح کی قبیح لعنتوں میں گلے گلے ڈوبا ہوا ہو، عقل حیران ہے کہ اس نوع کے سماج کو کس عنوان سے یاد کرے۔

میڈیا کا یہ دورُخاپن نہ صرف تشویشناک ہے؛ بلکہ پوری نوع انسانی کو تباہی کے دہانے سے قریب تر کرنے کی ایک گھناؤنی کوشش ہے۔ چنانچہ آج میڈیا پر جن لوگون کا تسلط ہے، ان کا یہ انسانی فرض بنتا ہے کہ وہ اس کو تعمیری اور انسانیت کے دکھ درد کا مداوا کرنے کے لیے استعمال کریں، وہ دن دور نہیں ہے، جب میڈیا کا یہ زہر خود ان کے وجود میں سرایت کرجائے گا اور ان کے وجود کو مٹا کر دم لے گا، کیوں کہ یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ چاہ کن راچاہ درپیش، اسی لیے مغربی میڈیا کے اجارہ داری کو ہوش کا ناخن لینا چاہیے اور حکمت ودانائی کی راہ اپنا کر انسانیت کی حفاظت کا سامان کرنا چاہیے۔

عقل وفہم بڑی نعمت ہے

عقل وفہم تو ایک بیش بہا نعمت ہے، جو انسانوں میں بہت تھوڑے لوگوں کو ملتی ہے اور دنیا ودین کے ہر مسئلہ میں کام آتی ہے اور قضا میں تو اس کی ہر قدم پر ضرورت پڑتی ہے۔

اس لیے قاضی اگر بے عقل اور نافہم ہو تو وہ منصب قضا کی ذمہ داریوں کو انجام دے ہی نہیں سکتا ہے۔

حضرت اقدس جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو قاضی بنا کر یمن بھیجنا چاہا، جانے سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ سوالات کئے، اخیر میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ اگر فیصلہ کرنے کے لیے مجھے کتاب وسنت میں کوئی چیز نہ ملی تو اجتہاد سے کام لوں گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے اس جواب پر مسرت کا اظہار فرمایا تو کیا یہ اجتہاد عقل وفہم کے بغیر ممکن ہے؟

(نقوش تاباں، ص:۱۶۵)

s\MD ASADULLAH\Downloads\Naqueeb Final 07-05-2018. (6).inp 07-05-2018 20:00 PAGE 6 (1,1)

مسلم دشمنی میں ملک کا عظیم اقتصادی نقصان

ڈاکٹر ایم اجمل فاروقی

ہمارے ملک کے متعصب حکمرانوں، انتظامیہ، میڈیا کی بڑی تعداد نے مسلم دشمنی کو قومی ضرورت یا مجبوری کے طور پر فروغ دینا ہی ''وطن دوستی'' سمجھا ہے۔ اور سیدھے سادے عوام کی اکثریت کو اسی ملک دشمن ذہنیت میں مبتلا کرنا چاہتا ہے۔

پچھلے دس بارہ سالوں کی مسلسل کوششوں کے بعد ہندوستان میں غیر سودی بینکنگ کے لیے حکومتی سطح پر راہ کھلنے والی تھی کہ سبرامنیم سوامی کے وزیر خزانہ کو خط لکھنے کے بعد سارا معاملہ ٹھنڈا کر دیا گیا۔ اس مہم کے آغاز میں دس سال پہلے ریزرو بینک و دیگر مالیاتی اداروں سے بمشکل کوئی اعتراض (N.O.C.) نہیں کا تصدیق نامہ ملا، کیرالہ حکومت نے اس سلسلہ میں پیش قدمی کر کے وہاں سرکاری سطح پر غیر سودی مالی ارادہ کے قیام کی ابتدا کی تو مسلم دشمن مقامی اور ملکی عناصر نے عدالت میں اسے چیلنج کر دیا، جب عدالت سے بھی فیصلہ حق میں آیا تو مرکز میں حکمراں بدل گئے، جب ملکی پیمانہ پر اس اسکیم کو لاگو کرنے کا نمبر آیا تو سبرامنیم سوامی کے خط نے برسوں کی کری کرائی جدوجہد پر پانی پھیر دیا کہ اس سے اسلامی قانون لاگو کرنے کا راستہ کھل جائے گا؛ حالانکہ اگر خالصاً تجارتی اور مالی نقطۂ نظر سے دیکھیں تو یہ ملک کے ساتھ بہت بڑی غداری ہے، اگر غیر سودی ادارے کام کرنے لگ جاتے تو صرف خلیجی ممالک سے ہی اربوں روپیوں کا سرمایہ ہندوستان آجاتا، خود ملک میں مسلمانوں کی بڑی تعداد جو سود کی حرمت کی بنا پر سودی اداروں میں سرمایہ نہیں لگاتی اس کا بھی بڑا حصہ ان اداروں کے ذریعہ ملکی معیشت کو فروغ دینے میں استعمال ہوتا۔

خلیجی ممالک سے کتنا سرمایہ وطن آسکتا ہے، ملک سے کتنا مل سکتا ہے، ان سب امور پر حکومت ہند کے متعلقہ اداروں نے خوب چھان پھٹک کے بعد ہی منظوری دی تھی، جواب رد کر کے ''دیش بھگتی'' کا تمغہ لیا جا رہا ہے۔

دوسری طرف ملک میں سرمایہ کاری کے نام پر ملک ملک جا کر بھیک مانگی جا رہی ہے۔ ملک میں بیرونی سرمایہ لانے کے لیے بین الاقوامی کمپنیوں کو رعایتیں دی جا رہی ہیں اور ان کے نخرے اٹھائے جا رہے ہیں؛ جب کہ غیر سودی بینک کاری کا فائدہ دنیا کے ۶۰ سے زیادہ ممالک اٹھا رہے ہیں۔ متحدہ عرب امارات میں یہ 100 ارب امریکی ڈالر کا نشانہ پورا کر چکا ہے۔ یہاں اسلامک بینکنگ 21.4% کی شرح سے بڑھ رہی ہے جو عالمی مارکیٹ کا 14.6% ہے۔ روایتی بینکنگ کے مقابلہ اسلامی بینکنگ دوگنی شرح سے ترقی کر رہا ہے۔ ۲۰۱۹ تک یہ نشانہ ۳۶۲ ارب ڈالر پورا کرنے کا ہے۔ اس کے علاوہ سعودی عرب پہلے نمبر پر ملیشیا دوسرے نمبر پر پھر بحرین، کویت، قطر، عمان وغیرہ کا نمبر آتا ہے۔

خلیجی ممالک میں یہ اربوں ڈالر کی سرمایہ کاری ہمارے ملک میں بھی منتقل ہوسکتی تھی اگر ہم مسلم دشمنی میں اندھے ہو کر غیر سودی بینکنگ کا راستہ روک کر ملک دشمنی نہ کرتے۔ دوسری مثال ہے ہندوستان سے باہر جا کر روزی کمانے والے لوگوں کی تعداد اور وہاں سے بھیجے جانے والے سرمایہ سے متعلق اعداد و شمار سے ملتی ہے، یہ اعداد و شمار عالمی بینک اور ہماری وزارتِ خارجہ کے ہیں۔ جن کے مطابق ہندوستان میں کل ملا کر ۷۰ ارب ڈالر کا سرمایہ باہر سے آتا ہے۔ سب سے بڑی رقم لاکھوں کی آبادی والے مسلم ممالک متحدہ عرب امارات سے آیا۔ 12.64 ارب ڈالر امریکہ 35 کروڑ آبادی کا ملک وہاں 22.1/2 لاکھ ہندوستانی ہیں 11.18 ارب ڈالر سرمایہ آیا متحدہ عرب امارات میں 17,50,000 سترہ لاکھ پچاس ہزار ہندوستانی ہیں۔ سعودی عرب میں تقریباً 18 لاکھ ہندوستانی لگ بھگ 11 ارب ڈالر سالانہ بھیج رہے ہیں۔ کویت میں لگ بھگ 6 لاکھ ہندوستانی 5 ارب ڈالر بھیج رہے ہیں۔ پاکستان سے 4.7 ارب ڈالر آیا۔ کل 24 کروڑ غیر مقیم ہندوستانی ہیں جس میں سے کل 41 لاکھ کے لگ بھگ صرف خلیج میں رہتے ہیں۔ کل 70 ارب سالانہ بیرونی زرمبادلہ میں سے 36 ارب ڈالر ان چھوٹے سے ممالک سے آتا ہے۔

امریکہ سے صرف 22 ارب ڈالر آتے ہیں اور ہمارے ملک کے سب سے قریبی حلیف اسرائیل اعداد و شمار تو ہمارے حکام دیتے ہوئے بھی شرماتے ہوں گے، وہاں کتنے بھارتیہ مزدوروں کو نوکری ملتی ہے اور وہاں سے کتنا ڈالر بھارت آتا ہے، ہاں ہم یہ ضرور جانتے ہیں کہ اس وقت بھارت سے اربوں ڈالر ہتھیاروں کی خرید کے سلسلے میں ضرور اسرائیل جا رہا ہے؛ جب کہ اسرائیل کی کئی کمپنیاں سودوں کے معاملہ میں رشوت خوری ثابت ہونے پر خود بھارت سرکار نے ہی بلیک لسٹ کردی ہیں، اتنے مالی فوائد کے باوجود آج پروپیگنڈہ کے بل بوتے پر عرب/مسلم دنیا کو ہندوستان کے حکمراں، افسران، میڈیا سب دشمن کے طور پر ہی پیش کر رہے ہیں، مگر نقصان کس کا ہو رہا ہے؟ ملک دشمن کون ہے؟ ملکی معیشت کو اربوں ڈالر کی تجارت اور سرمایہ کاری سے محروم کرنے والے کیا وطن دوست ہیں؟

تیسری مثال حال ہی میں مہاراشٹر سرکار کے ذریعہ بیل، سانڈ کے حلال بند کیے جانے کی ہے۔ مذہبی نقطۂ نگاہ سے بیل اور سانڈ کی کوئی اہمیت نہیں ہے، معاشی اور زراعتی اعتبار سے یہ غیر عقلی، غیر منقطی اور گھاٹے کا سودا ہے۔ قدرت اپنے قانون کے مطابق چلتی ہے، جس چیز کا استعمال ہوتا ہے، وہ باقی رہتی ہے، جس کا استعمال نہیں ہوتا وہ ناپید ہو جاتی ہے۔

جب بیل اور سانڈ کام کے قابل نہیں رہے گا تو اپنی طبعی عمر تک غیر پیداواری خرچہ کس کے ذمہ ہوگا؟ اگر سرکار کرے گی تو کیا سرکار کے پاس اتنا حاصل سرمایہ ہے؟ جس چیز کی ڈیمانڈ نہیں ہوتی اس کی سپلائی بھی نہیں ہوتی۔ اگر یہ لاکھوں بیل اور سانڈ سالانہ سرکاری خرچہ پر پالے جائیں گے تو فائدہ کس کو ہوگا؟ جب بھینس کی اجازت رہے گی تو لوگ بھینس پالیں گے کہ بیل؟ اخباروں میں مہاراشٹر کے بڑے چھوٹے کسانوں، مویشی کے تاجروں کے انٹرویو آرہے ہیں کسی نے بھی اس پابندی کی حمایت نہیں کی ہے گو کہ ان کی اکثریت غیر مسلم ہے؛ مگر حکومت کچھ مثبت کرنے کے بجائے سیدھے سادے ہندو عوام کو یہ دکھا کر خوش ہو رہی ہے کہ دیکھو ہمارے اقدام سے مسلمان کتنا پریشان ہے؛ جب کہ پریشان تو غیر مسلم کسان بھی ہے اور انھوں نے دھمکی بھی دی ہے کہ اگر جلد ہی پابندی نہ ہٹائی گئی تو ہم سارے بیل اور سانڈ بڑے شہروں میں لے جا کر چھوڑ دیں گے؛ تاکہ وہ لوگ اس کا مزہ چکھیں جن کو خوش کرنے کے لیے یہ پابندی لگائی ہے۔ یہ پابندی گئوشالاؤں کے نام پر سرکاری کرپشن اور غیر سرکاری سرمایہ داروں کے ذریعہ انکم ٹیلس چوری کا بڑا حیلہ بھی بنے گا، اس کا فائدہ بھی اعلیٰ ذات کے طبقہ کو ہی ہوگا؛ مگر کل ملا کر ملکی اقتصادیات کو نقصان ہوگا۔ کیا یہی وطن دوستی ہے؟

اسلام کے نظام زکوٰۃ کے اہم نکات

عبدالواحد رشیدی ندوی

مذہب اسلام ایک عالمگیر پیغام عمل کا نام ہے، بعض دیگر مذاہب کی طرح یہ چند عقائد کا مجموعہ نہیں ہے؛ بلکہ زندگی کے ہر شعبہ میں انسانیت کی صحیح و درست رہنمائی کرتا ہے، اس کے تمام اصول وضوابط قرآن وحدیث میں مدون ہیں، فطرت انسانی کے عین مطابق ہر حالت اور ہر زمانے، ہر ملک وملت میں ہر اعلیٰ وادنی فرد بشر کے لیے یکساں قابل عمل ہیں اور یہی ہمہ گیری من جانب اللہ ہونے کی سب سے بڑی بین اور روشن وواضح دلیل ہے۔

علمی نقطۂ نظر سے اسلام کے چار ارکان ہیں، نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج ہر مسلمان انسان پر جس طرح اپنے حق وما لک کے حقوق وواجبات ہیں، اسی طرح نوع انسانی کے ایک فرد ہونے کی حیثیت سے اس پر چند فرائض عائد ہوتے ہیں، جن کو حقوق العباد کہا جاتا ہے، نماز، روزہ اور حج حقوق اللہ میں شمار کئے جاتے ہیں، حقوق العباد میں زکوٰۃ سب سے اہم ہے، ہر مذہب نے اپنے متبعین و پیروکاروں کو خیرات کی تعلیم دی ہے؛ لیکن مذہب اسلام کی وصیت یہ ہے کہ اس نے بخلاف دیگر مذاہب کے خیرات کی تاکید پر اکتفا کرنے اور دینے والے کی مرضی پر منحصر کرنے کے بجائے اس کی ایک متعین مقدار قرار دی اور اس کے لیے قوانین مقرر کئے۔

لفظ زکوٰۃ مشتق ہے زکا سے، جس کے معنی ہی بڑھانا، پاک ہونا۔ مذہب اسلام نے زکوٰۃ کا جو طریقہ بتایا ہے، اس سے قوم وملت کا تزکیہ اور نشوونما ہوتا ہے، جیسا کہ اس مضمون میں اس کو واضح کیا جائے گا۔

مذہب اسلام کا چوتھا رکن زکوٰۃ ہے اور سب سے بڑی عبادت ہے، اس کی اہمیت اس سے ظاہر ہے کہ قرآن حکیم میں اس کا تذکرہ اکثر وبیشتر نماز کے ساتھ ساتھ کیا گیا ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رکوع کرو کرو، رکوع کرنے والوں کے ساتھ۔﴾

نیز ایک مقام پر اللہ پاک کا ارشاد ہے: ﴿نیکی یہی نہیں ہے کہ اپنا منہ مشرق اور مغرب کی جانب کرلو؛ بلکہ نیکی یہ ہے کہ آدمی ایمان لائے اللہ پر اور آخرت کے دن پر اور فرشتوں اور کتاب پر اور نبیوں پر اور خرچ کرے مال اس کی محبت میں قرابت داروں، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں اور سائلوں پر اور گردنیں آزاد کرنے میں اور قائم کرے نماز اور دے زکوٰۃ، ان کو اپنے رب کی طرف سے اجر ملے گا۔﴾

ایک دوسری جگہ ارشاد ہوا: ﴿پھر اگر وہ توبہ کرلیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں تو تم ان کے راستہ کو چھوڑ دو۔﴾

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ کو اخوت اسلامیہ کا امتیاز قرار دیا ہے، یہی وجہ ہے کہ کوئی مالدار اور ذی استطاعت شخص اپنے مال کا ایک حصہ خیرات کئے بغیر اسلامی برادری کا رکن نہیں بن سکتا، چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کے خلاف لڑائی کرنے کا اعلان فرما دیا، جو زکوٰۃ ادا نہیں کر رہے تھے، علاوہ ازیں قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے جابجا خیرات وصدقات کی تاکید کی ہے، ارشاد خداوندی ہے:

﴿متقی وہ لوگ ہیں جو اللہ پاک کی ذات پر بغیر دیکھے یقین کرتے ہیں اور نمازیں قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو بخشا ہے، وہ اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔﴾

ایک جگہ فرمایا: ﴿جو خیرات تم کرو گے یا جو منت قبول کرو گے، وہ اللہ کو معلوم ہے۔﴾

پھر احادیث مبارکہ میں بھی زکوٰۃ کے احکام بکثرت منقول ہیں، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ کو یمن کی طرف روانہ فرمایا اور فرمایا کہ لوگوں کو تعلیم دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور میں اس کا رسول ہوں تو ان کو بتاؤ کہ اللہ نے ایک دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں، اگر وہ اس کو قبول کریں تو ان کو بتاؤ کہ اللہ نے ان پر ان کے مال میں صدقہ فرض کیا ہے، جو دولت مندوں سے لیا جائے اور غربا کو دیا جائے۔ (بخاری ومسلم)

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی عامل زکوٰۃ وصول کرنے لیے تمہارے پاس آئے تو تم اس کو راضی کر کے واپس کرو۔ (مسلم)

اس لیے ہر صاحب حیثیت مسلمان پر واجب ہے کہ وہ اپنے مالوں میں سے زکوٰۃ نکالیں۔

ہندوستان میں گھٹ گھٹ کر مرتا آر ٹی آئی (رائٹ ٹو انفارمیشن) قانون

چیتن چوہان (ہندوستان ٹائمز ۳/ مئی ۲۰۱۸ء) ترجمہ و تلخیص : سید محمد عادل فریدی

۲۰۰۵ء میں حکومت نے رائٹ ٹو انفارمیشن ایکٹ بنایا تا کہ حکومت اوراس سے متعلق محکموں کے کاموں میں شفافیت لائی جا سکے اور جمہوری ملک میں عوام اپنی منتخب کردہ حکومت اوراس کے کارندوں سے ان کے کاموں کے بارے میں سوالات کر سکے۔ رائٹ ٹو انفارمیشن قانون کے تحت حکومت اوراس سے متعلق تمام اداروں کے لیے سوالات کے جواب دینا لازمی ہیں۔لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ حکومت اوراس کے ادارے آر ٹی آئی کے ذریعہ پوچھے گئے سوالوں کا جواب دینے میں کوئی خاص دلچسپی ظاہر نہیں کرتے ہیں۔اس کے بجائے آر ٹی آئی کے تحت حکومتی اداروں سے سوال کرنے والوں کو ڈرایا دھمکایا جاتا ہے، ان پر حملے کیے جاتے ہیں، انہیں سوالات کرنے سے باز رہنے کی ہر ممکن کوشش کی جاتی ہے، یہاں تک کہ اب تک سیکڑوں آر ٹی آئی کارکنوں کو اپنی جان سے بھی ہاتھ دھونا پڑ چکا ہے۔اعداد وشمار کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ ملک میں آر ٹی آئی قانون کی حالت بہت ہی خستہ ہے، اور دھیرے دھیرے یہ قانون مرتا جا رہا ہے۔ آر ٹی آئی کارکنوں کا کہنا ہے کہ یہ رجحان جمہوریت کے لیے اچھا نہیں ہے، اس طرح سے عوام کا بھروسہ اپنی منتخب کردہ حکومت اور اس کے اداروں سے اٹھتا چلا جائے گا، اور دھیرے دھیرے یہ ملک تانا شاہی کی طرف گامزن ہو جائے گا۔

اعداد وشمار جمع کرنے والے ادارے سنٹرل انفارمیشن کمیشن (سی آئی سی) نے مارچ ۲۰۱۸ء میں اپنی رپورٹ میں کہا ہے کہ ۲۰۰۵ء میں آر ٹی آئی قانون بننے کے بعد سے پہلی بار آر ٹی آئی کے تحت دائر کی گئی درخواستوں کی تعداد میں کمی دیکھی گئی ہے۔ ۲۰۱۵ء۔۲۰۱۶ء کے مقابلہ میں ۲۰۱۶ء۔۲۰۱۷ء میں آر ٹی آئی کے تحت کیے جانے والے سوالوں میں ۶/ فیصد کی کمی ہوئی ہے، اس سال آر ٹی آئی کے تحت حکومت کے ۱۹۵۰/ شعبوں سے متعلق درخواستیں دائر ہوئیں۔جن میں سب سے زیادہ درخواستیں حکومت مہاراشٹر اور کرناٹک سے متعلق تھیں۔سابق سنٹرل انفارمیشن کمشنر شیلیش گاندھی کہتے ہیں کہ یہ رجحان باعث تشویش ہے، اس لیے کہ اب لوگوں کو لگنے لگا ہے کہ حکومت اوراس کے اداروں سے کسی سوال کا جواب حاصل کرنا بہت ہی مشکل ہے، اس لیے اب لوگوں کی سوال کرنے میں دلچسپی کم ہونے لگی ہے۔لوگوں کی دلچسپی کم ہونے کی بہت سی وجوہات ہیں، سب سے پہلی وجہ تو یہ ہے کہ زیادہ تر معاملوں میں انفارمیشن آفیسر یا تو جواب ہی نہیں دیتا یا ادھوری اور نامکمل معلومات فراہم کرتا ہے۔مرکزی حکومت کے ایک اہم محکمہ کے انفارمیشن آفیسر نے بتایا کہ شروع شروع میں وہ ڈرتے تھے اور آر ٹی آئی کے تحت پوچھے گئے سوالوں کے جواب دیتے تھے، لیکن بعد میں انہوں نے محسوس کیا کہ جواب نہ دینے والے افسروں کے خلاف کارروائی کرنا آسان نہیں ہے، اس لیے اب انہوں نے آر ٹی آئی کی درخواستوں پر توجہ دینے میں دلچسپی لینا چھوڑ دیا ہے۔

اس کے لیے درخواست گذار کو سب سے پہلے اسی محکمہ کے سینئر افسر کو اس افسر کے خلاف درخواست دینی ہوگی، جس نے آر ٹی آئی کا جواب نہیں دیا ہے، اس کے بعد اگر وہ سینئر افسر اس درخواست کو قبول کرے گا تو پھر دوسری درخواست انفارمیشن کمیشن کو دی جائے گی۔ آر ٹی آئی کا استعمال کرنے والوں کا کہنا ہے کہ انفارمیشن کمیشن کی کارروائی میں اوسطاً دو سے پانچ سال لگ جاتے ہیں، اتنے دنوں میں تو انفارمیشن آفیسر کا تبادلہ ہی ہو جاتا ہے، اس طرح وہ شکایت ٹھنڈے بستے میں چلی جاتی ہے۔

سی آئی سی اور دیگر انفارمیشن کمیشن کے اعداد وشمار بتاتے ہیں کہ حالیہ سالوں میں آر ٹی آئی کا جواب نہ دینے یا غلط اور نامکمل معلومات فراہم کرنے والے افسروں کے خلاف کارروائی کرنے اور ان کو سزا دینے کے معاملہ میں بھی بہت کمی آئی ہے۔کامن ویلتھ ہیومن رائٹس انیشی ایٹو (CHRI) کے پروگرام کوآرڈینیٹر وینکٹیش نائک کہتے ہیں کہ ہمارے تجزیہ کاروں نے بتایا ہے کہ صرف ۴/ فیصد شکایتوں پر ہی کارروائی ہو پاتی ہے اور لاپرواہی دکھانے والے افسر پر جرمانہ ہوتا ہے۔ ۲۰۱۶ء۔۲۰۱۷ء تک کمیشن میں کل ایک کروڑ انتیس لاکھ روپئے جرمانے کے طور پر افسران سے وصولے گئے ہیں۔

دوسری وجہ آر ٹی آئی کی درخواستوں میں کمی کی یہ ہے کہ آر ٹی آئی کی حفاظت کے لیے جو کمیشن بنائے گئے ہیں، ان میں پینڈنگ کیسوں کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ کمشنر کے بہت سے عہدے لمبے وقت سے خالی پڑے ہوئے ہیں، جن پر تقرری ہی نہیں ہو رہی ہے، اس وجہ سے بھی لوگوں کی دلچسپی آر ٹی آئی سے کم ہونے لگی ہے۔ایس آئی سی (سنٹرل انفارمیشن کمشنر) کے عہدوں پر بحالی میں بہت زیادہ سیاست ہونے لگی ہے، عام طور پر ان عہدوں پر رٹائر بیوروکریٹ کی تقرری کی جاتی ہے۔تازہ مثال کیرالا کی ہے جہاں صرف ایک چیف انفارمیشن کمشنر موجود ہے۔

گورنر اور سابق چیف جسٹس آف انڈیا پی ست شوم انفارمیشن کمشنر کے عہدے پر تقرری کی درخواستوں کو دو بار لوٹا چکے ہیں، اس لیے کہ حکومت کی طرف سے تجویز کیے گئے ناموں کے خلاف شکایتیں موجود تھیں۔

مارچ ۲۰۱۸ء میں سی ایچ آر آئی کے ذریعہ کئے گئے تجزیہ کے مطابق سنٹرل انفارمیشن کمشنر کے ایک تہائی عہدے ابھی خالی پڑے ہوئے ہیں۔اسی رپورٹ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ اسٹیٹ انفارمیشن کمیشن میں بھی انفارمیشن کمشنر کے پچیس فیصد عہدے خالی ہیں۔آندھرا پردیش میں ۲۰۱۴ء سے جب سے تیلنگانہ کو الگ ریاست کا درجہ حاصل ہوا ہے کوئی انفارمیشن کمشنر نہیں ہے۔ گجرات انفارمیشن کمیشن میں گذشتہ جنوری سے کوئی انفارمیشن کمشنر نہیں ہے، ناگالینڈ میں پچھلے اکتوبر سے کوئی انفارمیشن کمشنر موجود نہیں ہے۔ ہریانہ، پنجاب، کرناٹک اور اتر پردیش کے انفارمیشن کمیشن میں بھی بیشتر عہدے خالی پڑے ہوئے ہیں۔

نیشنل کمپین فار پیپل رائٹ ٹو انفارمیشن (NCPRI) کے انجلی بھاردواج نے بتایا کہ زیادہ تر کیسوں کو قانونی جواز فراہم کرنے کئے بجائے صرف ایک جملہ کے حکم کے ساتھ خارج کر دیا جاتا ہے۔اس کے نتیجے میں بشمول سنٹرل انفارمیشن کمیشن کے ۲۳/ انفارمیشن کمیشنوں میں دو لاکھ سے زیادہ شکایتیں نومبر ۲۰۱۷ء تک پینڈنگ تھیں۔این سی پی آر آئی کی رپورٹ کہتی ہے کہ اگر شکایتوں کو نپٹانے کی یہی رفتار رہی تو مغربی بنگال انفارمیشن کمیشن کو تمام شکایتوں پر فیصلہ کرنے میں ۴۳/ سال لگ جائیں گے، کیرالا کو ساڑھے چھ سال اور مہاراشٹر کو پانچ سال لگ جائیں گے۔رپورٹ کے مطابق ابھی ۲۰۱۸ء میں سینٹرل انفارمیشن کمیشن ۲۰۱۶ء میں دائر اپیلوں کی ہی سماعت کر رہا ہے، جب کہ پینڈنگ کیسوں کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے۔

نوئیڈا کے رہنے والے ایک آر ٹی آئی کارکن کا کہنا ہے کہ میری اپیل سنٹرل انفارمیشن کمیشن میں بہت ہی اہم پالیسی میٹر پر پینڈنگ ہے اور ابھی تک انہوں نے اس کو سماعت کی فہرست میں بھی نہیں ڈالا ہے۔

سابق ڈفینس سکریٹری اور موجودہ چیف انفارمیشن کمشنر آر کے ماتھر ایک میسج تک کا جواب دینا گوارہ نہیں کرتے ہیں۔سی آئی سی کے جوائنٹ سکریٹری انل گہلوت نے ایک ای میل کا جواب دیتے ہوئے بتایا کہ پچھلے ایک سال میں پینڈنگ کیسوں کی تعداد میں کمی آئی ہے۔۔ جہاں ۲۰۱۶ء۔۲۰۱۷ء میں ۲۶۴۴۹/ کیس پینڈنگ تھے وہیں ۲۰۱۷ء۔۲۰۱۸ء میں وہ گھٹ کر ۲۳۲۵۹/ رہ گئے ہیں۔لیکن ان کے ذریعہ پیش کیے گئے یہ اعداد وشمار بتاتے ہیں کہ اس درمیان کیسوں کو رجسٹریشن کرنے کی تعداد میں بھی بھاری گراوٹ آئی ہے۔تاہم اس سوال کا انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا کہ آرڈرز کے معیار میں گراوٹ کیوں آ رہی ہے اور کمیشن میں اتنے سارے عہدے خالی کیوں پڑے ہوئے ہیں۔جنوبی ہند کی ایک ریاست کے ایک انفارمیشن کمشنر نے اپنا نام ذکر نہ کرنے کی شرط پر بتایا کہ حکومت جانتی ہے کہ اگر انفارمیشن کمیشنز کمزور ہوں گے تو بااثر آر ٹی آئی قانون کا نفاذ مشکل ہوگا۔اور حکومت کو آر ٹی آئی قانون کے بااثر نفاذ سے دلچسپی نہیں ہے، اس لیے وہ انفارمیشن کمیشنوں کو کمزور کرنے میں لگی ہوئی ہے۔

سنٹرل انفارمیشن کمیشن میں بشمول چیف انفارمیشن کمشنر کے گیارہ ممبر ہونے چاہئیں، جس میں سے تین عہدے خالی ہیں، دسمبر میں اس میں سے مزید چار عہدے خالی ہو جائیں گے، یعنی صرف چار ممبر رہ جائیں گے۔

چھ بڑے کمیشنوں جس میں سنٹرل انفارمیشن کمیشن، مہاراشٹر اور اتر پردیش انفارمیشن کمیشن شامل ہیں ان میں ۷۲/ فیصد شکایات اور اپیلیں پنڈنگ ہیں۔

جنوری ۲۰۱۸ء سے گجرات انفارمیشن کمیشن میں چیف انفارمیشن کمشنر موجود نہیں ہے۔جب سے تیلنگانہ ریاست الگ ہوئی ہے تب سے آندھرا پردیش میں انفارمیشن کمیشن ہی نہیں قائم ہو سکا ہے۔

کیرالا میں ۲۰۱۷ء سے صرف ایک انفارمیشن کمشنر موجود ہے۔ناگالینڈ میں ستمبر ۲۰۱۷ء سے کوئی چیف انفارمیشن کمشنر موجود نہیں ہے

کیرالا کے چیف انفارمیشن کمشنر مسٹر ونسن ایم پال کہتے ہیں کہ آر ٹی آئی قانون میں بہت سی مثبت چیزیں بھی موجود ہیں، گرچہ اس کے موثر نفاذ میں بہت سی دشواریاں ہیں۔وہ کہتے ہیں کہ ’’مجھے یقین ہے کہ آر ٹی آئی کے ساٹھ سے ستر فیصد درخواست گذاروں کو اس قانون کے تحت فائدہ ہوتا ہے اوراس سے حکومت کے کام کاج میں بھی شفافیت آتی ہے۔ہاں یہ بات بھی ہے کہ اس قانون کا کچھ غلط استعمال بھی ہوتا ہے لیکن وہ ۲۔۳/ فیصد سے زیادہ نہیں ہے۔‘‘

نیشنل ایڈوائزری کاؤنسل کی سابق ممبر اور آر ٹی آئی قانون کی ڈرافٹنگ کمیٹی کی ممبر ارونا رائے کہتی ہیں کہ آر ٹی آئی قانون میں بہت سی مثبت چیزیں ہیں، اس لیے حکومت کو اس قانون کو مضبوط کرنا چاہئے نہ کہ اس کو کمزور کرنے کی کوشش۔

سال گذشتہ مرکزی حکومت نے آر ٹی آئی قانون میں ایک نیا ضابطہ شامل کیا ہے جس کے تحت درخواست گذار اپنی درخواست کو واپس بھی لے سکتا ہے، نیز اگر درخواست گذار کا انتقال ہو جائے تو اس کی درخواست کالعدم ہو جائے گی۔ یہ بہت ہی خطرناک ضابطہ ہے اوراس کا فائدہ اٹھا کر آر ٹی آئی کارکنوں کو درخواست واپس لینے کے لیے مجبور کیا جا رہا ہے، وہ افسران اور حکومت کے وہ لوگ جن کو بدنام ہو جانے اور ایکسپوز ہو جانے کا ڈر ہے، ان کے ذریعہ لگاتار آر ٹی آئی کارکنوں پر حملے ہو رہے ہیں، سال رواں مارچ تک ۶۷/ آر ٹی آئی کارکنوں کی مشتبہ موت ہو چکی ہے یا ان کو قتل کیا جا چکا ہے، جب کہ ۳۸۵ کارکنوں پر اب تک جان لیوا حملے ہو چکے ہیں، بے شمار کارکنوں کو دھمکیاں دی جاتی ہیں اور انہیں ہر طرح سے اپنی درخواست واپس لینے پر مجبور کیا جانے کا سلسلہ لگاتار جاری ہے۔

ان سبھی دشواریوں کے باوجود سبھی یہ تسلیم کرتے ہیں کہ آر ٹی آئی قانون نے حکومت کے طریقہ کار میں بہت سی تبدیلی پیدا کی ہے۔وزیر اعظم نریندر مودی نے پچھلے مہینے سی آئی سی کی میٹنگ میں افتتاحی خطاب کرتے ہوئے کہا تھا کہ آر ٹی آئی قانون نے حکومت کے طریقہ کار میں شفافیت اور احتساب پیدا کرنے میں مدد کی ہے۔

ارونا رائے کہتی ہیں کہ آر ٹی آئی قانون ہندوستانی جمہوریت کی کامیابی کی کہانی ہے، اور ہندوستانی عوام کے لیے ایک تحفہ ہے، جو لوگ جمہوریت کا مطلب سمجھتے ہیں اور آئین کی بنیادوں کی بقا اور تحفظ کے لیے جدوجہد کرتے ہیں، جو چاہتے ہیں کہ ملک میں قانون کا بول بالا ہو، دستور کی بالادستی قائم رہے اور عوام کے ذریعہ منتخب کردہ حکومت اوراس کے کارندے خود احتسابی کے جذبے سے کام کریں، ان کو اپنی ذمہ داری کا احساس ہو اور انہیں احساس ہو کہ وہ ہندوستانی عوام کے سامنے اپنے کاموں کے تئیں جواب دہ ہیں۔اس لیے ایسی کوئی بھی کوشش خواہ وہ مرکزی حکومت کی طرف سے ہو یا کسی کی طرف سے ہو جو اس قانون کو غیر موثر بنانے کے لیے ہوگی وہ ہندوستان کی جمہوریت کے ستون کو کمزور کرے گی۔

MD ASADULLAH\Downloads\Naqueeb Final 07-05-2018. (6).inp 07-05-2018 20:00 PAGE 8 (1,1)

سید محمد عادل فریدی

اخبارِ جہاں

امریکہ کا انسانی حقوق کے لیے شمالی کوریا پر دباؤ بنانے کا فیصلہ

امریکہ شمالی کوریا میں انسانی حقوق کی خلاف ورزی کے حوالہ سے فکر مند ہے اور اس نے اس کے لئے شمالی کوریا پر دباؤ بنانے کا فیصلہ کیا ہے۔ امریکہ کی وزارت خارجہ نے امریکی صدر ڈونالڈ ٹرمپ اور شمالی کوریا کے رہنما کم جونگ اُن کے درمیان ہونے والی آئندہ ممکنہ ملاقات سے پہلے یہ بیان جاری کیا۔ امریکی وزارت خارجہ نے اپنے بیان میں کہا ''ہم انسانی حقوق کی ان خلاف ورزیوں کے حوالہ سے فکر مند ہیں اور انسانی حقوق کی خلاف ورزی کے لئے ذمہ دار افراد کی جوابدہی طے کرنے کے لئے ہم ان پر دباؤ بنائیں گے''(نیوز ۱۸)

سعودی عرب کا آئندہ ۲۰؍سال میں ۱۶؍جوہری پلانٹ تعمیر کرنے کا منصوبہ

سعودی عرب تجارتی، صنعتی، تکنیکی ضروریات سمیت دیگر پرامن مقاصد کے لئے ایٹمی پلانٹ تیار کرنا چاہتا ہے، سعودی کابینہ اس حوالہ سے قومی جوہری پالیسی کی منظوری بھی دے چکی ہے اور آئندہ بیس سال میں ۱۶؍جوہری توانائی کے مراکز قائم کرنے کی منصوبہ بندی کرلی ہے، وہ امریکہ سے جوہری ٹیکنالوجی کے حصول کی کوششوں میں مصروف ہے۔ امریکی انسٹی ٹیوٹ کے مطابق پانچ ممالک کی کمپنیاں سعودی مملکت سے ٹھیکے حاصل کرنے کیلئے کوشاں ہیں، ان میں امریکہ، چین، روس، فرانس اور جنوبی کوریا کی کمپنیاں شامل ہیں۔ (نیوز ۱۸)

روہنگیا پناہ گزین معاملہ میں اقوام متحدہ سے کارروائی کی درخواست

اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل میں مئی مہینہ کی صدر پولینڈ کی سفیر جوانا ویرونیکا نے کہا کہ بنگلہ دیش میں مقیم روہنگیا پناہ گزیوں کی حالت کے پیش نظر اقوام متحدہ کو فوری طور پر کوئی قدم اٹھانا چاہئے۔ وہ اس ہفتہ کے شروع میں بنگلہ دیش کے پناہ گزین کیمپوں میں گئی تھیں اور وہاں کے لوگوں کی حالت پر انکی رپورٹ کو چین کی سرکاری خبر رساں ایجنسی ژنہوا نے شائع کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ان کیمپوں میں حالات بہت خراب ہیں اور لوگوں کو کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے اور مانسون سیزن ہونے کی وجہ سے بارش کا خطرہ بھی ہمیشہ رہتا ہے۔ اس وقت سب سے بڑا سوال یہی ہے کہ مانسون سیزن میں لوگوں کی مدد کس طرح کی جائے اور اقوام متحدہ کی ایجنسیوں کو اس کام میں مل کر مدد کرنی چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ سلامتی کونسل کی میٹنگ آئندہ ۱۴؍مئی کو ہوگی اور اس میں وہاں کے حالات پر بات چیت کی جائے گی۔ (یو این آئی)

یوگانڈہ میں ساڑھے تین لاکھ سے زائد لوگوں کو ہیضہ کی ویکسین دی جائے گی

یوگانڈہ حکومت ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن (ڈبلیو ایچ او) اور دیگر اتحادی ممالک کی مدد سے ہوئمہ ضلع میں ساڑھے تین لاکھ سے زائد لوگوں کو ہیضہ کی ویکسین دینے کے منصوبہ کو حتمی شکل دے رہی ہے۔ ڈبلیو ایچ او کے افریقی علاقہ کے ایک اعلی افسر نے بتایا کہ یہ ویکسین پروگرام ان دنوں پھیل رہے ہیضہ کے پھیلاؤ کو روکنے کے لئے شروع کیا جائے گا اور اس سے کانگو سے آئے مہاجرین بھی کافی متاثر ہو رہے ہیں۔ ڈاکٹر یوناس تیگی گن وولد رمریم نے بتایا کہ ہیضہ کے خلاف یہی اورل ویکسین کافی کارگر ہتھیار ہے لیکن اس کے علاوہ پینے کے پانی کے لئے صاف پانی، صاف صفائی اور دیگر احتیاطی اقدامات بھی ضروری ہے۔ اس ضلع میں ہیضہ کے انفیکشن کی سرکاری طور پر تصدیق ۲۳؍فروری ۲۰۱۸ء کو کی گئی تھی اور اب تک اس سے مرنے والوں کی تعداد ۴۴؍ ہو گئی ہے اور ۲۱۱۹؍لوگ متاثر ہیں۔ ہیضہ سے نپٹنے کے لئے ویکسین دینے کا دوسرا راؤنڈ ۶؍جون سے ۱۰؍جون تک ہوگا۔ (یو این آئی)

ٹوئٹر کی اپنے صارفین سے پاسپورڈ بدلنے کی اپیل

ٹوئٹر نے تکنیکی گڑبڑی کی وجہ سے ۳۳؍کروڑ صارفین سے اپنے پاسورڈس بدلنے کی اپیل کی ہے۔ سوشل نیٹ ورکنگ سائٹ نے بتایا کہ کمپنی کی اندرونی جانچ میں کسی اندرونی شخص کے ذریعہ پاسورڈس چوری کرنے یا اس کے غلط استعمال کرنے کے اشارے نہیں ملے ہیں لیکن کمپنی اپنے تمام صارفین سے اپیل کرتی ہے کہ وہ احتیاط کے طور پر اپنے پاسورڈ تبدیل کرلیں۔ کمپنی نے یہ نہیں بتایا کہ کتنے صارفین کے پاسورڈ متاثر ہوئے تھے۔ (یو این آئی)

اسپین میں علیحدگی پسند جماعت تحلیل؛ ۴۰؍سال سے جاری خونی جنگ کا خاتمہ

اسپین میں باسک قوم کی علیحدگی پسند جماعت ایٹا نے اپنی ۴۰؍سالہ مسلح جدوجہد کے خاتمے کا اعلان کردیا ہے۔ باسک قوم کی نسل پرست جماعت ایٹا نے ایک خط میں اپنی مسلح جدوجہد کو ختم کرنے کا اعلان کیا ہے۔ یہ خط اسپین کے ایک آن لائن اخبار میں شائع ہوا ہے۔ علیحدگی کی تحریک کو کامیاب بنانے کے لیے مسلح راستہ چننے والی ایٹا نے سول سوسائٹی، اداروں اور قتل و غارت گری کا نشانہ بننے والے معصوم شہریوں کے لواحقین سے معذرت بھی کی ہے۔ خط میں مسلح جدوجہد کے دوران ہونے والے جانی نقصان کو اپنی غلطی قرار دیتے ہوئے ہلاک ہونے والے افراد کو معصوم کہا گیا ہے اور ان کے اہل خانہ سے معافی بھی طلب کی گئی ہے۔ دوسری جانب اسپین کی حکومت نے خط کو مسترد کرتے ہوئے باسک علیحدگی پسندوں کا پیچھا کرتے رہنے اور انہیں منطقی انجام تک پہنچانے کے عزم کا اعادہ کیا ہے۔ اسپین میں باسک ایک نسلی گروہ ہے جو علیحدہ زبان، تہذیب اور کلچر رکھتے ہیں۔ اسپین، امریکا، فرانس اور کینیڈا سمیت دنیا بھر میں ۳؍ملین سے زائد باسک آباد ہیں۔ اسپین میں باسک کی تعداد ۲۴؍لاکھ دس ہزار ہے۔ باسک گروہ کی نسل پرست جماعت ایٹا کا قیام ۱۹۵۹ء میں عمل میں آیا تھا، جس کا مقصد باسکوں کے رہائشی علاقوں کو اسپین سے آزادی دلانا تھا۔ جماعت کی مسلح جدوجہد کے دوران ۸۰۰؍سے زائد افراد لقمہ اجل بن گئے تھے۔ واضح رہے کہ علیحدگی پسند جماعت ایٹا نے اپنی مسلح جدوجہد کے دوران ۱۹۷۳ء میں اسپین کے وزیر اعظم لوئیس کریرو کو ایک کار بم دھماکے میں ہلاک کردیا تھا۔ اسی جماعت نے ۱۹۸۷ء میں بارسلونا کی سپر مارکیٹ میں کار بم دھماکا کر کے اکیس افراد کو ہلاک کردیا تھا۔ اس سے قبل ۲۰۱۱ء میں ایٹا نے سیز فائر کا اعلان کرتے ہوئے ہتھیار ڈال دیئے تھے۔ (نیوز ایکسپریس پی کے)

بزنس، روزگار و کیریر

یو پی ایس سی میں پچاس سے زائد مسلم امیدوار کامیاب

یونین پبلک سروس کمیشن (یو پی ایس سی) کے ذریعہ منعقد سول سروس امتحان ۲۰۱۷ء میں ۹۹۰؍امیدوار کامیاب ہوئے ہیں جس میں حیدر آباد کے انودیپ نے ٹاپ کیا ہے۔ نتائج کا اعلان ۲۷؍اپریل ۲۰۱۸ء کو کیا گیا جس میں حیدر آباد کے انودیپ دوریشیٹی نے پہلا مقام حاصل کیا ہے۔ دوسرا مقام انو کماری اور تیسرا مقام سچن گپتا کو حاصل ہوا ہے۔ اس امتحان میں کامیاب ہونے والے کل ۹۹۰؍امیدواروں میں ۵۰؍سے زائد مسلم امیدوار بھی شامل ہیں۔ جہاں تک مسلم امیدواروں کی رینکنگ کا سوال ہے، سعد میاں خان کو پچیسواں مقام حاصل ہوا ہے۔ ٹاپ ۱۰۰؍کی فہرست میں کل ۵؍مسلم امیدواروں کے نام شامل ہیں۔ سعد میاں خان کے بعد فضل الحسیب (۳۶؍رواں مقام)، جمیل فاطمہ زیبا (۶۲؍رواں مقام)، حسین زہرہ رضوی (۸۲؍رواں مقام) اور آذر ضیا (۹۷؍رواں مقام) ٹاپ ۱۰۰؍ میں شامل مسلم امیدوار ہیں۔ یو پی ایس سی امتحان کی تیاری کرانے والے زکوٰۃ فاؤنڈیشن آف انڈیا سے اس بار ۲۶؍امیدواروں نے کامیابی حاصل کی ہے۔ جامعہ ملیہ اسلامیہ ریزیڈنشیل کوچنگ سے بھی ۲۵؍امیدواروں کے کامیاب ہونے کی خبریں موصول ہوئی ہیں۔ جامعہ اسٹوڈنٹس فورم نے ان ۲۵؍امیدواروں کا نام جاری کرتے ہوئے ان سبھی کو مبارکباد بھی پیش کیا ہے۔ (قومی آواز)

رحمانی پروگرام آف ایکسیلنس کے طلبہ کی جے ای مینس میں شاندار کامیابی

رحمانی تھرٹی کے ۱۸۳؍طلباء میں سے ۱۳۷؍کامیاب، اب کریں کے ایڈوانس کی تیاری

سنٹرل بورڈ آف سیکنڈری ایجوکیشن انجینئرنگ کے مقابلہ جاتی امتحان جے ای مینس کا نتیجہ ۳۰؍اپریل ۲۰۱۸ء کو شائع ہوگیا ہے۔ رحمانی پروگرام آف ایکسیلنس کے ۱۳۷؍طلبہ نے اس امتحان میں کامیابی حاصل کی جبکہ اس سال ہندوستاں بھر سے تقریباً گیارہ لاکھ طلبہ نے امتحان کیلئے رجسٹریشن کرایا تھا۔ اس امتحان میں کامیاب ہونے کے بعد ہی طلبہ آئی آئی ٹی کے امتحان (جے ای ای ایڈوانس) میں شامل ہو سکتے ہیں۔ اب یہ ۱۳۷؍طلبہ جے ای ای ایڈوانس کی تیاری میں مصروف ہو جائیں گے۔ اس سال رحمانی تھرٹی کے دو او بی سی کیٹگری کے طلبہ اس کیٹگری میں ۳۶؍ویں اور ۶۵؍ویں نمبر پر ہیں۔ جبکہ یہی طلبہ جنرل رینکنگ میں ۴۳۰ اور ۶۰۲ نمبر پر ہیں۔ ان کے علاوہ جنرل کیٹگری میں ۲۶۹۰، ۴۲۷۲، ۳۲۱۷، ۳۲۲۶، ۳۷۷۹، ۴۹۰۲؍رینک بھی طلبہ لے کر آئے ہیں۔ اس دفعہ ۷۵؍فیصد یعنی ۱۸۲؍میں سے ۱۳۷؍طلبہ کامیاب رہے۔ رحمانی تھرٹی پٹنہ سنٹر کے سو فیصد بچے کامیاب ہوئے ہیں۔ جبکہ رحمانی تھرٹی کے دوسرے سینٹرس کے ۱۵۹؍میں سے ۱۱۴؍طلباء کامیاب ہوئے۔ ۲۰۱۷ء میں، رحمانی تھرٹی کے ۱۴۴ میں سے ۱۲۰ طلباء کامیاب رہے تھے جن میں سے ۵۷؍نے جے ای ای ایڈوانس میں کامیابی حاصل کی تھی۔ اس سال رحمانی پروگرام آف ایکسیلنس کے میڈیکل بیچ کے ۱۸؍بچوں نے انجینئرنگ کے اس امتحان میں حصہ لیا اور ان میں سے ۱۲؍کامیاب بھی ہوئے ہیں۔ یہ ایک بے مثال کامیابی اور رحمانی پروگرام آف ایکسیلنس اور اس کے سکھنے کے طریقہ کار کی سند ہے۔ یہ طلبہ ان شعبوں کے لئے بہت مناسب ہوں گے جہاں مختلف موضوعات کی مہارت کی ضرورت ہوتی ہے جیسے کہ بایو انجینئرنگ۔ رحمانی پروگرام آف ایکسیلنس اپنی سرپرست تنظیم رحمانی فاؤنڈیشن کے ساتھ بہت موثر انداز میں مسلم قوم کی تعلیمی ناامیدیوں کی جگہ کامیابیوں کی تاریخ رقم کر رہا ہے۔ رحمانی فاؤنڈیشن کے بانی و سرپرست امیر شریعت بہار، اڈیشہ و جھارکھنڈ مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب نے اس کامیابی کا سہرا جناب ابھیانند جی کی انتھک محنت اور رہنمائی، سنٹر لیڈرشپ، فیکلٹی، مینجمنٹ، عملہ، طلبہ اور ان کے والدین کو دیا ہے۔ طلبہ کی بہتر تعلیم اور زیادہ سے زیادہ طلبہ کو کامیاب بنانے کے لیے منٹر تھرٹی پروگرام کی شروعات کی گئی ہے۔ اس پروگرام کے تحت ۳۰ گریجوئیٹ کو ملک بھر سے منتخب کیا جائے گا اور انہیں تعلیم دینے کی تربیت دی جائے گی خاص کر رحمانی پروگرام آف ایکسیلنس کے طریقۂ تعلیم کی۔ ان کی تربیت کے دوران انہیں وظیفہ بھی دیا جائے گا۔ اس پروگرام میں جن صاحب کی دلچسپی ہو وہ مزید معلومات رحمانی مشن کی ویب سائٹ www.rahmanimission.org پر منٹر تھرٹی پروگرام کے لنک کے ذریعے حاصل کر سکتے ہیں۔

مرکزی حکومت نے سبھی زمروں کے اساتذہ کی معلومات مانگی

کانٹریکٹ پر بحال اساتذہ کے یکساں کام کے بدلے یکساں سہولت کے مطالبہ پر سپریم کورٹ میں چل رہے مقدمہ کے درمیان مرکزی حکومت نے ریاستی حکومت سے سبھی زمرے کے اساتذہ کی مکمل تفصیلات مانگی ہے۔ محکمۂ تعلیم اس کام میں سرگرم ہوگیا ہے۔ یکساں سہولت کے معاملہ میں سپریم کورٹ میں ۱۲؍جولائی کو سماعت ہونی ہے۔ گذشتہ ماہ سپریم کورٹ نے یکساں کام کے بدلے یکساں سہولت سے جڑے معاملہ کی سماعت کرتے ہوئے مرکز اور ریاستی حکومت کو ہدایت دی تھی کہ وہ بتائیں کہ بہار کے کانٹریکٹ پر بحال اساتذہ کو مستقل اساتذہ کی طرح یکساں سہولت دی جا سکتی ہے یا نہیں؟ ریاستی حکومت نے کورٹ میں واضح کیا تھا کہ کانٹریکٹ پر بحال اساتذہ کی تنخواہوں میں پانچ ہزار سے زیادہ اضافہ کرنے کی پوزیشن میں ریاستی حکومت نہیں ہے۔ اگر مرکزی حکومت مدد کرے تو وہ اس پر غور کر سکتی ہے، مرکزی حکومت کے اٹارنی جنرل نے اس دوران کہا تھا کہ ہم یکساں کام کے بدلے یکساں تنخواہ دینے کی پوزیشن میں نہیں ہیں، لیکن اگر کورٹ کچھ مہلت دے تو کانٹریکٹ پر بحال اساتذہ کے لیے نئی تنخواہ اسکیم پر غور کر کے حکومت اپنی رپورٹ کورٹ کو دے سکتی ہے۔ (بحوالہ روزنامہ انقلاب)

بہار بورڈ کے میٹرک کا ریزلٹ ۱۰؍مئی تک متوقع

بہار اسکول اگزامنیشن بورڈ (BSEB) ۱۰؍مئی کو میٹرک امتحان کا ریزلٹ شائع کر سکتا ہے، بہار بورڈ کے ریزلٹ biharboard.ac.in پر جاری کیے جائیں گے۔ حالانکہ ابھی تک ریزلٹ جاری ہونے کے بارے میں کوئی دفتری اطلاع نہیں ملی ہے۔ واضح ہو کہ بہار بورڈ کے میٹرک کا امتحان ۲۱؍فروری سے ۲۸؍فروری کے درمیان منعقد ہوا تھا، جبکہ پریکٹیکل امتحانات ۲۲۱؍تا ۲۴؍جنوری لیے گئے تھے۔ (ایجنسی)

طب وصحت

ذیابطیس کی تشخیص اور اس کا ہومیوپیتھی علاج

ڈاکٹر لبنیٰ کمال(ایم ڈی)

ذیابطیس نیز ڈائبٹیز جسم کے میٹابولزم کی ایک عام قسم ہے جس میں خون میں شکر (گلوز) کی مقدار معمول سے زیادہ ہوجاتی ہے۔اس صورتحال کو ہائپر-گلیسمیا بھی کہتے ہیں۔یہ تین قسم کی ہوسکتی ہے:

1۔ٹائپ IDDM (TYPE I)-I انسِلن پر منحصر ذیابطیس۔یہ صورتحال عام طور پر پینکریاس میں پوری مقدار میں انسِلن نہ بن پانے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔

2۔ٹائپ NIDDM (TYPE II)-II،یہ صورتحال انسِلن کا جسم کے ذریعہ استعمال نہ کرپانے کی وجہ سے پیدا ہوتی۔

3۔DiabetesGestational-حمل کے دوران ہونے والی ذیابطیس۔

وجوہات: ذہنی دباؤ، بغیر کسی پرہیز واحتیاط کے کھانا پینا، غیر مستحکم طریقۂ زندگی، پینکریاس میں سوجن وغیرہ سے ذیابطیس ہونے کی امید بنی رہتی ہے۔یہ موروثی بیماری بھی ہے۔ٹائپ-I ذیابطیس ہونے کے لئے خاص وجہ موٹاپا، ذیابطیس کی خاندانی تاریخ، کارٹیکوسٹیرائیڈ کا غیر معمولی طور سے بڑھنا، ہائی بلڈ پریشر، لیپڈ کا توازن برقرار نہ رہنے سے ذیابطیس ہونے کی امید برابر بنی رہتی ہے۔

علامات: کمزور محسوس ہونا، جلدی تھکان ہونا، ضرورت سے زائد بھوک لگنے کے بعد بھی وزن کم ہونا، ضرورت سے زائد پیاس لگنا، ہاتھ پیر سُن ہونا، بار بار پیشاب کی حاجت محسوس ہونا۔نظر کا کمزور ہونا، پھوڑا پھنسی اور دیگر جلد کے امراض وغیرہ ہونا۔

مسائل: زخم دیر سے بھرنا، گردے فیل ہوجانا، دل کی بیماری ہونا، اٹیک، ہاتھ اور پیر میں گینگرین، ذیابطیس سے متعلقہ ریٹنوپیتھی، جسمانی پٹھوں میں طویل عمری نقصان ہونا، ذیابطیس سے متعلقہ السر، نامردی، بیماری اور زخم۔

حل: خالی پیٹ شوگر کی سطح (FBS)110mg/dl سے کم ہو۔

کھانے کے دو2 گھنٹے کے بعد شوگر کی سطح (BS-PP)140mg/dl سے کم ہو۔

رینڈم بلڈ شوگر کی سطح (RBS)200mg/dl سے کم ہو۔

HbA1c-5.7 سے کم ہو۔

عام علاج وبچاؤ کا طریقہ:

ذہنی دباؤ سے بچیں۔دل کو پُرسکون رکھنے کے لئے اور خون میں آکسیجن کو پوری طرح سوکھنے کے لئے لمبی، گہری اور پوری سانس لیں۔دھیان لگائیں، ورزش کریں۔تیز رفتاری سے چلنا، جاگنگ، تیراکی، کھیلنے وغیرہ سے جسم اور دل صحت مند اور توانا رہتا ہے۔

پورے دن میں صرف ایک یا آدھ گھنٹہ اپنا شوق پورا کرنے سے صحت میں بہت بہتری ہوسکتی ہے۔

متوازن غذا لینا نہایت ضروری ہے۔کھانے کی گلیسمک انڈیکس (GLYECEMIC INDEX) کی جانچ کریں اور کم گلیسمک انڈیکس (LOW GI) والی کھانے کی اشیاء کا استعمال کریں، مٹھائیاں، بیکری کے سکٹ، پیسٹری وغیرہ اور تیل میں ڈوب کے بننے والے کھانے کے سامان بہت نقصان دہ ثابت ہوسکتے ہیں۔

وزن گھٹانے کے لئے ڈائٹنگ کرنا، دیر تک بھوکے رہنا یا خالی پیٹ رہنا بھی نقصان دہ ہوسکتا ہے۔

طریقۂ زندگی اور کھانے پینے میں پرہیز سے، رات کو جلدی سونے اور صبح جلدی بیدار ہونا فائدہ مند ثابت ہوسکتا ہے۔

جدید طریقۂ علاج:

اس کا خاص مقصد خون میں گلوکوز کی اوسط سطح بنائے رکھنے تک ہی محدود ہے۔یہ عام طور پر انسِلن نیز دیگر ادویات کے طور پر باہری طور سے لینے سے ممکن ہے۔ورنہ اکثر مریضوں کو تمام عمر دوا کھانی پڑسکتی ہے۔زیادہ تر طریقۂ علاج میں جو بھی ادویات دی جاتی ہیں، اس میں کچھ نہ کچھ زہریلا مادّہ ضرور پایا جاتا ہے۔دوائیوں کا سائیڈ افیکٹ یعنی بُرا اثر لیور اور گردے پر پڑتا ہے۔

ہومیو پیتھی طریقۂ علاج:

ہومیوپیتھی طریقۂ علاج ذیابطیس کو نہ صرف معتدل رکھتا ہے بلکہ اس کے بنیادی وجوہات کو سرے سے ختم کرنے کے لئے بھی نہایت کارگر ہے۔

ہومیوپیتھی ادویات مثلاً: اِگنیٹیا، کالی فوس، ہالی، ایلَم، ایسپن، گورس وغیرہ سے ذہنی دباؤ، صدمہ، دکھ درد، فکر کے بُرے اثرات کو کم کیا جاسکتا ہے، جو کہ ذیابطیس کی اصل وجہ ہے۔

یورینیم نائٹریکم، کیمنیما، انسِلن، سیزی گیم، بربیرس، ایشیاٹک وغیرہ ٹائپ۔ڈائبٹیز میں نہایت مفید اور کارآمد ثابت ہوسکتی ہیں۔

کانسٹیٹیوشنل ہومیوپیتھی ادویات مثلاً: آرسینک البم، فاسفورس، نیٹرم میور، لیکاپوڈیم وغیرہ پینکریاس میں موجود اسٹیم سیل کو فعال اور متحرک کرسکتی ہیں، جس سے پینکریاس دوبارہ انسِلن کی تعمیر کرسکتا ہے۔

ہومیوپیتھی طریقۂ علاج ,NIDDM IDDM اور حمل کے دوران ہونے والی ڈائبٹیز اور بچوں کو اور حاملہ خواتین کے لئے بھی نہایت فائدہ مند اور مفید ہے۔ یہ دوائیاں نہ صرف پینکریاس کو انسِلن بنانے کے لئے ترغیب دیتی ہیں بلکہ سیل کی گلوگوز آبزرونگ پاور کو بھی بڑھاتی ہیں اور خون میں گلوکوز کو معمول پر رکھتی ہیں۔

ہفتہ رفتہ ہفتہ رفتہ ہفتہ رفتہ ہفتہ رفتہ راشد العزیزی ندوی

دین بچاؤ دیش بچاؤ کانفرنس سے اسلام کی سچی تصویر ہمارے سامنے آئی: غیر مسلم مبصرین

دین بچاؤ دیش بچاؤ کانفرنس کے سکریٹری مولانا سہیل اختر قاسمی نے اپنے ایک اخباری بیان میں کہا ہے کہ دین بچاؤ دیش بچاؤ کانفرنس کو پندرہ دن ہوگئے، لیکن ابھی تک عوام وخواص کی زبانوں پر اس کانفرنس کا چرچا جاری ہے۔اس کانفرنس نے جہاں مسلمانوں کے اتحاد واتفاق اور اس کی افرادی قوت کی تاریخی مثال قائم کی، وہیں دوسری طرف اسلامی تہذیب وثقافت اور اسوۂ نبوی کا اعلیٰ ترین نمونہ بھی پیش کیا، جو نہ صرف مسلمانوں کی بلکہ غیر مسلموں کی زبانوں پر بھی جاری ہے اور کل تک جو لوگ مسلمانوں کے تئیں غلط فہمی اور بے خبری میں مبتلا تھے اب ان کے نظم ونسق، تہذیب، بہتر سلوک، سنجیدگی، رحم دلی، مہمان نوازی اور حب الوطنی کی تعریفیں کرتے نہیں تھکتے۔کئی غیر مسلم مبصرین اور چشم دیدوں نے برملا اس کا اعتراف کرتے ہوئے کہا کہ دین بچاؤ دیش بچاؤ کانفرنس سے اسلام کی سچی تصویر ہمارے سامنے آئی، کئی لاکھ کا مجمع بہار ہی نہیں بلکہ ملک کے کئی حصوں سے گاندھی میدان میں جمع ہوا، ہزاروں چھوٹی اور بڑی گاڑیاں آئیں، لیکن نہ تو کہیں جھگڑا ہوا، نہ کہیں توڑ پھوڑ ہوئی، نہ ٹریفک کے عملہ سے مڈ بھیڑ ہوئی، نہ کسی ایمبولینس کو روکا گیا اور نہ ہی کسی راہ گیر کا راستہ روکا گیا، نہ کسی پر پھبتیاں، نہ چھینٹا کشی نہ چھیڑ چھاڑ۔مسلمانوں نے اس کانفرنس کے ذریعہ نہ صرف اپنے اتحاد واتفاق کو دکھلایا بلکہ اسلامی تہذیب وروایات کی ایسی تعلیم دی اور حب الوطنی کے ایسے انمٹ نقوش دلوں پر ثبت کیے جو کافی عرصے تک باقی رہیں گے۔خاص کر پٹنہ کے لوگوں نے مہمان نوازی، رحم دلی، آپسی تعاون، اور محبت و بھائی چارے کی وہ مثال قائم کی جس کا اعتراف اور احترام ہر شخص کرنے پر مجبور ہے۔گاڑیوں کے ڈرائیور جن میں بیشتر غیر مسلم تھے انہوں نے اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہا کہ جہاں جہاں گاڑیوں کی بکنگ ہوئی، پیسے ایڈوانس دے دیے گئے، اس کے علاوہ ڈرائیوروں کے کھانے پینے، بیت الخلا اور دیگر سہولتوں کا جیسا انتظام انہوں نے اس کانفرنس کے موقع پر دیکھا، اور جو حسن سلوک ان سے اس موقع پر کیا گیا ویسا آج تک کسی بھی ریلی یا کانفرنس میں انہوں نے نہیں دیکھا تھا۔ایک غیر مسلم دانشور نے تو یہاں تک کہا کہ مسلمانوں نے اس کانفرنس کے ذریعہ حکومت وقت کو پیغام دے دیا ہے کہ حکومت وقت کو اب نوشتۂ دیوار پڑھ لینا چاہئے اور یہ سمجھ لینا چاہئے کہ اس ملک میں اب نفرت کی سیاست نہیں چلے گی، بلکہ محبت، امن اور بھائی چارے کا یہ سیل رواں نفرت کے خس وخاشاک کو بہا کر رکھ دے گا۔

تحفظ دین وملک کے لئے کانفرنس کے شرکاء کے جذبات قابل فخر

جناب مولانا سہیل اختر قاسمی، سکریٹری دین بچاؤ دیش بچاؤ کانفرنس، امارت شرعیہ نے ایک پریس ریلیز میں کانفرنس میں شرکت کرنے والے بعض شرکاء کے جذبات واحساسات کو بیان کرتے ہوئے کہا کہ تلاش تھی مضبوط قیادت کی، جس کی قیادت میں زندگی کا رخ صحیح سمت چل سکے، جستجو تھی ایسے سایہ دار درخت کی جس کے سائے میں دل کو قرار اور سکون مل سکے۔ایک آواز آئی، دین وشریعت پر خطرات کے بادل منڈلا رہے ہیں، ملک تباہی کے دہانے پر ہے، چھوڑ واپنے کاروبار، بند کرواپنی دکان اور ۱۵/اپریل کو سب نکل پڑو گاندھی میدان، یہ آواز تھی قائد اعظم مفکر اسلام حضرت امیر شریعت کی، اس آواز کا سننا تھا، دل وضمیر میں طوفان برپا ہوگیا، دین وشریعت اور ملک پر خطرہ! امیر کی آواز! ہم سب اس پر لبیک نہ کہیں اور اپنے گھروں میں بیٹھے رہیں یہ ہو نہیں سکتا، یہ جذبہ تھا ہر صاحب ایمان کا۔انہوں نے کہا کہ ۱۴/اپریل کی شام کا منظر جبکہ وقت تھا "دین بچاؤ دیش بچاؤ کانفرنس" میں شرکت کرنے والے قافلہ کی روانگی کا، وہ کیا قابل دید منظر تھا، ضلع مدھوبنی کے چھوڑاہی وگیڈر گنج کے نوجوانوں، بڑے بزرگوں کو قطار میں کھڑی بسوں پر سوار ہونا ہے، ان قافلوں کو رخصت کرانے والے مرد حضرات نہیں بلکہ باحوصلہ خواتین حضرات اور بچے ہیں۔رخصت ہونے والے مرد حضرات اپنے اپنے گھروں کی عورتوں اور بچوں کو تلقین کررہے ہیں، مائک سے بھی یہ صدائیں بلند ہورہی ہیں کہ دین وملک کے تحفظ کی خاطر حضرت امیر شریعت کی آواز پر ہم اپنے سروں سے کفن باندھ چلے ہیں، ہوسکتا ہے کہ یہ سفر ہماری آخرت کا سفر ہو اور یہ ملاقات آخری ملاقات ہو، اس کے بعد ہماری اور آپ کی ملاقات نہ ہوسکے، سفر کی کامیابی کے لئے دعا کرنا اور اگر کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش آجائے تو اس پر صبر کرنا، کیوں کہ دنیا کے اعتبار سے وہ حادثہ ناخوشگوار ہوسکتا ہے، لیکن آخرت کے اعتبار سے خدا کی قسم بہت ہی خوشگوار ہوگا، اس لئے صبر کرنا اور سفر کی کامیابی کے لئے دعا کرنا، عورتوں نے باضابطہ تہجد اور روزہ کا اہتمام کیا، اور اس طرح اس کانفرنس کی کامیابی اور قافلہ کی صحت وسلامتی کے لئے دعا میں مصروف رہیں۔

بہار سے دہلی جارہی بس حادثہ کا شکار ۲۰/سے زیادہ لوگ ہلاک

بہار کے موتیہاری ضلع کے این ایچ۔18 کولوا کے پاس جمعرات کو بس پلٹنے سے بس میں آگ لگ گئی۔جس میں 20 سے زیادہ لوگوں کی موت ہوگئی۔حادثہ جمعرات کی شام قریب 4 بجے پیش آیا۔جب بس نمبر (یوپی 75اے ٹی۔2312) موتیہاری کے راستے مظفر پور سے دہلی جارہی تھی۔مشرقی چمپارن کے ڈی ایم رمن کمار نے نیوز 18 سے بتایا کہ اسپتال میں داخل 7 زخمی مسافروں میں سے 6 لوگوں کو علاج کے بعد چھٹی دے دی گئی ہے، جبکہ حادثے میں شدید طور سے زخمی ایک مسافر زیر علاج ہے۔رپورٹ کے مطابق، موتیہاری بس میں 32 لوگوں نے بکنگ کرائی تھی، لیکن 13 لوگ ہی سوار تھے اور باقی لوگ راستے میں سوار ہونے والے تھے۔ابھی تک صرف 7 مسافروں کو ہی محفوظ باہر نکالا گیا ہے۔موقع پر ایف ایس ایل کی ٹیم اور این ڈی آر ایف کی ٹیم پہنچ چکی ہے اور راحت۔بچاؤ کا کام شروع کردیا ہے۔اس دردناک حادثے کے وقت سی ایم نتیش کمار ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ کے پروگرام میں موجود تھے۔اس حادثے کی جانکاری کے ملنے کے ساتھ ہی سی ایم نے اپنی غصہ ظاہر کیا اور ایک منٹ کا مون رکھا۔دوسری اور ریاستی حکومت نے مہلوکین کے اہل خانہ کو 4۔4 لاکھ کا معاوضہ دینے کا اعلان کیا ہے۔اس درمیان حادثے میں زخمی 7 مسافروں کا موتیہاری اسپتال میں علاج چل رہا ہے۔مرکزی زرعی وزیر رادھا موہن سنگھ نے اسپتال جاکر زخمیوں سے ملاقات کی۔انہوں نے کہا کہ سبھی مسافر خطرے سے باہر ہیں۔(ایجنسی)

rs\MD ASADULLAH\Downloads\Naqueeb Final 07-05-2018. (6).inp 07-05-2018 20:00 PAGE 10 (1,1)

تین طلاق پر آرڈیننس کی تیاری، مودی حکومت کی تاناشاہی ذہنیت کی عکاس

تنویر احمد

طلاق ثلاثہ بل کے ذریعہ مسلم خواتین کو ظلم سے نجات دلانے کا دعویٰ کرنے والی تاناشاہ نریندر مودی حکومت کو جب راجیہ سبھا میں ناکامی ملی اور یہ بل مرکزی حکومت کی لاکھ کوششوں کے بعد بھی پاس نہیں ہوسکا تو اب اس حکومت نے آرڈیننس لانے کی تیاری شروع کردی ہے۔ حالانکہ اس آرڈیننس سے متعلق فی الحال کوئی وقت یا تاریخ طے نہیں ہے کیونکہ اس سلسلے میں بدھ کے روز جو مرکزی کابینہ کی میٹنگ ہوئی تھی اس میں یہ معاملہ نہیں آسکا۔ آرڈیننس لانے کی اس تیاری کو جہاں برسراقتدار طبقہ کے حامی ایک ''ماسٹر اسٹروک'' کی شکل میں دیکھ رہے ہیں وہیں اس عمل سے اقلیتی طبقہ میں حیرانی اور مایوسی کا عالم ہے۔ دراصل مودی حکومت نے تین طلاق معاملہ کو اپنے وقار کا مسئلہ بنالیا ہے اور وہ کسی بھی حال میں اسے نافذ کرانے کے درپے ہے۔ وہ اپوزیشن پارٹیوں سے بھی اس سلسلے میں ناراض ہے کہ انھوں نے راجیہ سبھا میں اس بل کو پاس ہونے میں رخنہ اندازی کیوں کی۔ اپوزیشن پارٹیاں اس معاملے میں کہتی رہی ہیں کہ بل میں کچھ ترمیمات کی اشد ضرورت ہے کیونکہ اس میں ایسی خامیاں ہیں جو مسئلہ کا حل نکالنے کی جگہ مزید مشکلات پیدا کردیں گی۔ لیکن حکومت اس بل کو بغیر کسی ترمیم کے نافذ کرانا چاہتی تھی جس پر خوب ہنگامہ بھی ہوا۔ ذرائع کے مطابق مودی حکومت تین طلاق پر جو آرڈیننس لانے کی تیاری کر رہی ہے اس میں بھی وہی باتیں شامل ہوں گی جو بل میں موجود ہیں۔ یعنی تین طلاق کو غیر ضمانتی جرم قرار دیا جائے گا اور اس میں قصوروار کو تین سال تک جیل کی سزا ہوسکے گی۔ تین طلاق سے متاثر خاتون مجسٹریٹ کی عدالت میں نان ونفقہ اور نابالغ بچوں کی کسٹڈی کا مطالبہ بھی کرسکے گی۔ اسی طرح بل میں شامل سبھی باتوں کو آرڈیننس کے ذریعہ قانونی جامہ پہنا کر مودی حکومت خود کو ''فتحیاب'' ثابت کرنا چاہتی ہے جو ایک طرح سے تاناشاہی رویہ قرار دیا جاسکتا ہے۔ دوسری طرف آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے ایک معزز رکن نے اپنی رائے ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ لوک سبھا میں بل پاس کرانے کے بعد راجیہ سبھا میں مرکزی حکومت ایسا نہیں کراپائی اس لیے وہ آرڈرینس لانے کی سوچ رہی ہوگی جو کسی بھی طرح مناسب قرار نہیں دیا جاسکتا۔ حکومت کو اقلیتی طبقہ کے جذبات کو بھی دیکھنا چاہیے اور لاکھوں خواتین کے ذریعہ پورے ملک میں کیے گئے احتجاجی مظاہروں کو بھی نظر انداز نہیں کرنا چاہیے جنھوں نے بل میں موجود خامیوں کو حکومت کے سامنے رکھا۔ تین طلاق پر آرڈیننس لانا ہندوستان کی جمہوریت اور جمہوری اداروں پر حملہ ہے۔ حکومت کہتی ہے کہ سپریم کورٹ کی ہدایت کے بعد بل لایا گیا تھا لیکن یہ درست نہیں ہے۔ سپریم کورٹ نے جو باتیں کہی تھیں اس کے بہانے مودی حکومت نے مسلمانوں کو پریشان کرنے کے لیے تین طلاق بل لایا گیا اور اب وہ آرڈیننس کی تیاری کر رہے ہیں۔ بعض لوگ نریندر مودی حکومت کے ذریعہ آرڈیننس لانے کی تیاریوں کو ملک میں ہو رہے انتخابات سے بھی جوڑ کر دیکھ رہے ہیں۔ لوگوں کا کہنا ہے کہ انتخابات کا وقت بھی ہے اس لیے وہ مسلمانوں کو پریشان کرکے دکھانا چاہتے ہیں کہ ''ہم اُن کی ایسی تیسی کر رہے ہیں''۔ بی جے پی کو مسلمانوں کے ووٹ کی ضرورت نہیں، وہ تو بس ان کو برباد کرکے ''اپنے لوگوں'' کو خوش کرنا چاہتے ہیں۔ مگر یہ باعث تشویش ہے، اس طرح کے قانون سے ازدواجی زندگیاں مشکل میں پڑ جائیں گی۔ عورتوں کی زندگی جہنم بن جائے گی۔ مسلم مجلس مشاورت کے صدر نوید حامد نے نریندر مودی حکومت کے ذریعہ آرڈیننس لانے کی تیاریوں کو تماشہ بتایا۔ انھوں نے کہا کہ ''اس قدم کو ایکسرسائز نہیں بلکہ تماشا قرار دیا جانا چاہیے۔ اس حکومت کی اب تک کی کارکردگی سے بھی یہی اندازہ ہوتا ہے کہ مودی کابینہ تماشہ میں زیادہ یقین کرتی ہے۔ اگر کوئی یہ سمجھ رہا ہے کہ مودی حکومت عورتوں کے حق میں ہے یا ان کے فلاح کے لیے کام کر رہی ہے تو وہ غلط ہیں۔ اس حکومت نے تو ہمیشہ مسلمانوں کو پریشان کرنے کا ہی کام کیا ہے۔ ایک طبقہ کے خلاف وہ جس طرح کی کارروائیاں کر رہی ہے اس کا کوئی بہت اچھا نتیجہ نہیں نکلنے والا۔ یقیناً تین طلاق کا مسئلہ حل ہونا چاہیے لیکن حکومت نے جو مسودہ تیار کیا وہ قابل قبول نہیں ہے۔ حکومت کے لوگوں کو چاہیے تھا کہ وہ مسلمانوں سے بات کرتے اور ان کے خیالات ونظریات پر غور کرتے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ مودی حکومت ہر محاذ پر جس طرح سے ناکام ہوئی ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس کے پاس پختہ شعور کی کمی ہے۔ ایسی توقع تو نہیں ہے لیکن شاید مرکزی حکومت کو تھوڑی سمجھ پیدا ہو جائے اور وہ جان جائے کہ حکومتیں اس طرح ضدی اور بدلہ لینے والے رویہ کے ساتھ نہیں چلتیں، بلکہ سب کو ساتھ لے کر چلتی ہیں۔ لوگ نفرت کرنے والی سرکار نہیں بلکہ محبت اور بھائی چارہ پھیلانے والی سرکار پسند کرتے ہیں۔'' بہرحال، مودی حکومت کو سمجھانے کی کوششیں آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ سمیت متعدد مسلم تنظیمیں کرچکی ہیں اور وزیراعظم کے ساتھ ساتھ صدر جمہوریۂ ہند کو بھی طلاق ثلاثہ سے متعلق خطوط بھیجے گئے ہیں، لیکن ہنوز کہیں سے بھی کوئی جواب موصول نہیں ہوا ہے۔ اس عمل سے اندازہ ہوتا ہے کہ مودی حکومت نہ ہی تبادلہ خیال کرنا چاہتی ہے اور نہ ہی کچھ سمجھنا چاہتی ہے۔ اس نے تین طلاق کے خلاف اپنا تیور سخت کرلیا ہے اور آرڈیننس لاکر سبھی مسلم تنظیموں اور اپوزیشن پارٹیوں کو یہ ظاہر کردینا چاہتی ہے کہ ''اگر وہ کچھ ٹھان لیں تو کوئی روک نہیں سکتا۔''

علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں جناح کی تصویر پر ہنگامہ

مرزا اے بی بیگ (بی بی سی لندن)

ہندوستان کی معروف یونیورسٹی علی گڑھ میں بانی پاکستان محمد علی جناح کی ایک تصویر کو ہٹائے جانے کے مطالبے کے دوران جھڑپ میں درجنوں افراد زخمی ہوگئے ہیں جن میں زیادہ تر یونیورسٹی کے طلبا ہیں۔ یہ واقعہ بدھ کی شام اس وقت پیش آیا جب علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں طلبہ کی تنظیم نے سابق نائب صدر ہند محمد حامد انصاری کو سٹوڈنٹ یونین کو لائف ممبرشپ دینے کے لیے ایک تقریب کا انعقاد کیا تھا۔ اس سے قبل حکمراں جماعت بی جے پی کے رکن پارلیمان ستیش گوتم نے یونیورسٹی کے وائس چانسلر طارق منصور کو ایک خط لکھ کر دریافت کیا تھا کہ محمد علی جناح کی تصویر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں آج تک کیوں ہے؟ سوشل میڈیا پر اس سلسلے میں #JinnahFreeAMU نامی ایک ہیش ٹیگ بھی دیکھا جا رہا ہے اور خود ستیش گوتم نے اپنے ٹوئٹر ہینڈل سے اس کے متعلق اخباروں میں شائع خبریں اور ٹی وی فوٹیج پوسٹ کی ہیں۔ مقامی میڈیا کے مطابق بدھ کی شام ہندو یوا واہنی کے لوگوں نے مظاہرہ کیا اور سٹوڈنٹس یونین ہال سے جناح کی تصویر اتارنے کا مطالبہ کیا۔ دی وائر (The Wire) کی رپورٹ کے مطابق پولیس ان کی پشت پناہی کر رہی تھی اور جھڑپ کے نتیجے میں اس نے لاٹھی چارج کیا جس میں درجنوں افراد زخمی ہوگئے۔ حامد انصاری کی آمد سے قبل ہندو یوا واہنی کے تقریباً تین درجن افراد یونیورسٹی گیٹ باب سرسید پر جمع ہوگئے اور مختلف قسم کے 'اشتعال انگیز' نعرے لگانے لگے جن میں ''اے ایم یو کے غداروں کو جوتے مارو، ''بھارت میں جناح کا یہ سمّان (احترام) نہیں چلے گا نہیں چلے گا، اور ''بھارت میں رہنا ہے تو وندے ماترم کہنا ہوگا'' جیسے نعرے شامل تھے۔ اطلاعات کے مطابق یونیورسٹی کے درجنوں طلبہ زخمی ہوئے ہیں جن میں اسٹوڈنٹس یونین کے اہلکار بھی شامل ہیں اے ایم یو کے پبلک ریلیشن آفیسر عمر پیرزادہ نے ایک بیان میں ہندو یوا واہنی کے ارکان کی یونیورسٹی میں گھسنے اور اشتعال انگیز نعرے لگانے کی مذمت کی ہے اور یونیورسٹی کے زخمی طلبا کے ساتھ اظہار ہمدردی کی ہے۔ اے ایم یو ٹیچرز ایسوسی ایشن نے بھی ایک بیان میں ان واقعات کی مذمت کی ہے اور حکومت سے قصوروار کو سزا دینے کی اپیل کی ہے۔

اسٹوڈنٹ یونین کے صدر مشکور احمد عثمانی کو بھی چوٹ آئی ہے۔ انھوں نے میڈیا کو بتایا کہ ''یہ ادارے اور طلبہ کے خلاف پولیس اور سنگھ پریوار کا مشترکہ دانستہ حملہ تھا۔ پولیس ہندو یوا واہنی کے ۳۰/ارکین کو نہیں روک سکتی ہے لیکن معصوم طلبہ پر بے رحمی سے لاٹھی چارج کرسکتی ہے۔''

اس سے قبل بی جے پی رکن پارلیمان نے یونیورسٹی انتظامیہ سے تفصیلی وضاحت طلب کی ہے کہ یونیورسٹی میں جناح کی تصویر آویزاں رکھنے کی ایسے میں کیا توجیہ ہے کہ جب ''وہ ہندوستان کی تقسیم کے ذمہ دار ہیں اور پاکستان ہمیشہ ہندوستان کے لیے پریشانیاں پیدا کرتا رہتا ہے۔''

خط میں لکھا گیا ہے ''برائے مہربانی مجھے مکمل جانکاری دینے کی تکلیف کریں اور ان وجوہات کا بھی ذکر کریں جن کی وجہ سے یہ تصویر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں لگانے کی مجبوری ہے، کیونکہ یہ ساری دنیا جانتی ہے کہ محمد علی جناح انڈیا اور پاکستان کی تقسیم کے روح رواں تھے اور حال میں بھی پاکستان کی جانب سے غیرضروری حرکتیں مسلسل جاری ہیں۔ ایسے میں جناح کی تصویر اے ایم یو میں لگانا کتنا منطقی ہے۔''

جب ہم نے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے پبلک ریلیشن آفیسر عمر پیرزادہ سے بات کی تو انھوں نے کہا کہ ''کسی تعلیمی ادارے کے لیے ایسے مسئلے کا اٹھایا جانا افسوسناک بات ہے۔'' علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں بحث ومباحثہ منعقد کرنے کی انتہائی قدیم روایت رہی ہے اور یہ بات ہندوستان کی آزادی سے قبل کی ہے۔ عمر پیرزادہ نے بتایا کہ ''علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کی اسٹوڈنٹ یونین نے اس سلسلے میں سب سے پہلے مہاتما گاندھی کو ۱۹۲۰ء میں مدعو کیا تھا اور انھیں لائف ممبرشپ عطا کی تھی۔'' اس سے قبل جب یہ اینگلو محمڈن کالج ہوتا تھا تو بھی اس طرح کی روایت تھی۔ ۱۹۳۸ء میں یونین نے مسلم لیگ کے رہنما محمد علی جناح کو مدعو کیا تھا اور انھیں بھی لائف ممبرشپ دی گئی تھی اور اسٹوڈنٹ یونین ہی یہ فیصلہ لیتی ہے کہ کس کی تصویر لگنی ہے۔

خیال رہے کہ بدھ کی شام علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کی اسٹوڈنٹ یونین نے ہندوستان کے سابق نائب صدر محمد حامد انصاری کو مدعو کیا ہے اور انھیں لائف ممبرشپ دی جارہی ہے۔ عمر پیرزادہ نے بتایا کہ علی گڑھ کے علاوہ شملہ میں جو ایڈوانس اسٹڈی سینٹر ہے جہاں پہلے وائس رائے کا ریزیڈنٹ ہوتا تھا وہاں بھی محمد علی جناح کی تصویر ہے۔ کہیں بھی ایسا قانونی فریم ورک نہیں ہے جس میں یہ ہدایت دی گئی ہو کہ ان کی تصویر کو ہٹانا ہے۔ کسی بھی شخص کے پوسٹر لگے ہونے کا یہ مطلب قطعی نہیں کہ ہم ان کی آئیڈیالوجی کی حمایت کرتے ہیں۔'' یونین نے اب تک ۳۵ بڑے رہنماؤں کو لائف ممبرشپ دی ہے ہے جن میں مہاتما گاندھی، دلائی لاما، خان عبدالغفار خان، سروجنی نائیڈو، کماری امرت کور، برطانوی مصنف ای ایم فاسٹر، مولانا آزاد، سی وی رمن، وی وی گری، سی راج گوپالا چاریہ، جواہر لعل نہرو، جمال عبدالناصر، بدرالدین طیب جی، جے پرکاش نارائن، کلدیپ نیر، مدر ٹریسا وغیرہ شامل ہیں۔ سید حامد انصاری ۳۶/ویں ایسی شخصیت ہیں جنھیں یہ رکنیت دی جارہی ہے۔ یونیورسٹی کے ایک ترجمان پروفیسر شافع قدوائی نے سرکاری میڈیا پی ٹی آئی کو بتایا کہ ایک ہفتے قبل آر ایس ایس کے کارکن نے یونیورسٹی میں شاکھا لگانے کے لیے رجوع کیا تھا جسے مسترد کردیا گیا اور یہ سارا تنازع اس کے بعد شروع ہوا ہے۔ خیال رہے کہ ہندوستان میں ہندو تنظیمیں اس سے قبل دہلی کی جے این یو، حیدرآباد یونیورسٹی اور دہلی کے رام جس کالج کو نشانہ بنا چکی ہیں جبکہ علی گڑھ ان کے نشانے پر ایک عرصے سے رہا ہے۔

بقیہ کلمہ کی بنیاد پر اتحاد............ کہ علماء امت اور فقہائے اسلام نے ہر دور میں اس مسئلہ کی اہمیت محسوس کی اور اس مسئلے کی تصریح کردی کہ مسلمان چاہے کہیں بھی ہوں، اقتدار ان کے ہاتھوں میں ہو یا وہ مغلوب ہوں، ہر حال میں اس نظام اجتماعی یعنی کلمۂ واحدہ کی بنیاد پر امت مسلمہ کی تنظیم اور شریعت محمدیہ کی اساس پر امارت کا قیام ضروری ہے اور اسی لیے مغلوں کے زوال کے بعد حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فتویٰ کے ذریعہ قیام امارت کو قائم کرنا ضروری قرار دیا۔ قرآن وسنت کی یہی تعلیمات اور علما وفقہا کی یہی تصریحات تھیں، جن کے پیش نظر ہمارے سلف نے آج سے کئی سال پہلے امارت شرعیہ کی بنیاد رکھی، جس کا مقصد افراد امت کو خالص دین محمدی اور کلمۂ واحدہ کی بنیاد پر ایک امیر کے تحت ایک مرکز پر جمع کرنا اور حسب استطاعت احکام اسلامی کی تنفیذ اور کلمۃ اللہ کو بلند کرنے کی اجتماعی کوشش اور ایسا ماحول پیدا کرنے کے لیے امت کو متحرک رکھنا ہے، جس میں دین اپنی کامل شکل میں قائم ہوجائے اور مسلمان اسلامی زندگی کو اپنا کر سارے عالم کے نمونہ بن سکیں اور اس طرح یہ امت اپنا وہ فریضہ انجام دے سکے، جو اس پر خدا کی طرف سے قیامت تک کے لیے عائد کیا گیا ہے۔

ملی سرگرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

حضرات مبلغین وکارکنان امارت شرعیہ کے مالیاتی دورے کا پروگرام

رمضان المبارک ۱۴۳۹ھ میں مالی فراہمی کے لئے حضرات مبلغین، عمال، اور کارکنان امارت شرعیہ حسب ذیل علاقے کا دورہ کریں گے، اہل خیر حضرات سے اپیل ہے کہ زکوۃ وصدقات اور خصوصی عطیات سے امارت شرعیہ کا تعاون فرمائیں، اگر کسی جگہ امارت شرعیہ کا کوئی بھی نمائندہ نہیں پہنچے تو بذریعہ منی آرڈر یا چیک وڈرافٹ ناظم بیت المال امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ 801505 کے پتہ پر بھیج دی جائے، چیک یا ڈرافٹ پر صرف یہ لکھا جائے BAITUL MAL IMARAT SHARIAH PATNA ۔

مندرجہ ذیل بینک اکاؤنٹ پر ڈائرکٹ ٹرانسفر بھی کر سکتے ہیں:

A/C Name: IMARAT SHARIAH, A/C No: 10331726226,
Bank Name: SBI, Branch: J.C.Road, Patna, IFSC CODE: SBIN0001233

صوبہ آسام

- **جناب مولانا عبدالباری راہی مبلغ امارت شرعیہ:**
  تین سکیا، ڈبروگڑھ، جوڑہاٹ، سیلا پتھار، نورتھ لکھیم پور، گوہاٹی، شیلانگ، گوالپارہ، کوچ بہار، سیب ساگر النگ، ایڈنہ نگر ارونا چل پردیس اور مضافات
- **جناب مولانا عبدالصمد قاسمی مبلغ امارت شرعیہ:**
  بانرہاٹ، جئے گاؤں، دیماپور شانتی پور، گیٹ سدیا، چاماپا، کھوا، دمدمہ اوراس کے مضافات

صوبہ مغربی بنگال

- **جناب مولانا فلاح الدین صاحب قاضی شریعت دارالقضا امارت شرعیہ کولکاتا:**
  پارک سرکس، کانکی نارا، وغیرہ کولکاتا
- **جناب مولانا محمد ضمیر الدین قاسمی صاحب قاضی شریعت امارت شرعیہ**
  شہر کولکاتا اور مضافات
- **جناب مولانا رئیس احمد رحمانی صاحب مبلغ امارت شرعیہ:** شہر کولکاتا و مضافات
- **جناب مولانا سہیل اختر قاسمی صاحب نائب قاضی شریعت امارت شرعیہ:**
  پنڈوا، ٹیٹا گڑھ، نارکل ڈانگہ، کلنسگا، خضر پور، جگدل، ہوڑہ، تالتلہ، نورتھ رنج، تلجلا مضافات وشہر کولکاتا وغیرہ
- **جناب مولانا محمد عباس مظاہری صاحب عامل امارت شرعیہ:**
  مضافات کولکاتہ، منگلاہاٹ، سیالدہ، بارکپور، اکرہ، چٹا بازار، مٹیا برج، دمدم، کمرہٹی، ضلع ہگلی، رشرا، ہوڑہ ومضافات
- **جناب مولانا مفتی زبیر احمد قاسمی صاحب قاضی شریعت آسنسول:**
  بردوان، درگاپور، جموڑیا، پاناگڑھ، بینا چٹی، کالی پہاڑی، سیتل پور، ریل پار، تالڈانگہ، چیرکونڈا، باگھا کنڈھی، شبلی باڑی، بودہ، چینا کوڑی وغیرہ
- **جناب قاری محمد داؤد عرفانی صاحب صدر مدرس مدرسہ معراج العلوم امارت شرعیہ آسنسول:**
  آسنسول، منشی بازار، مرغاساسل، اوشاگرام، ہاٹن روڈ، بسٹن بازار، رانی گنج ومضافات

صوبہ مہاراشٹر، مدھیہ پردیش و گجرات

- **جناب مولانا محمد انظار عالم قاسمی نائب قاضی امارت شرعیہ:**
  شہر ممبئی، بائیکلہ، مدن پورہ، سائن، بھیونڈی، دھراوی، تھانہ، مومن پورہ، وی ٹی، قلابہ، ناگ پاڑہ، نل بازار، سیوری۔
- **جناب مولانا مفتی محمد سعید الرحمٰن قاسمی مفتی امارت شرعیہ:** شہر پونہ۔
- **جناب مولانا امام الدین صاحب کارکن دارالقضاء امارت شرعیہ:**
  مالیگاؤں، جل گاؤں، دھولیہ، ناسک، کٹھور، بھوساول، مہاراشٹر وغیرہ
- **جناب مولانا منت اللہ حیدری صاحب کارکن امارت شرعیہ:**
  سورت، احمد آباد، ناندیر، وغیرہ
- **جناب مولانا محمد ادریس قاسمی صاحب مبلغ امارت شرعیہ:**
  گودھرا، آنند، کھیرا، گریڈیہ، دھنباد وغیرہ
- **جناب مولانا سعید اسعد صاحب کارکن دارالقضاء آسنسول:**
  بھوپال، اندور، کھنڈوا، ناگپور، کھرگون، بھیکن گاؤں، اسلام پور، اے ڈی ڈی کالونی، برن پور، آسنسول، کمارڈوبھی۔ آسنسول، بڑا کر، کلٹی، نعمت پور، اکھڑا بازار، انڈال، قریشی محلّہ، نیا محلّہ وغیرہ
- **مولانا شاہنواز عالم مظاہری صاحب کارکن امارت شرعیہ:**
  کراڈ، ستارہ، میرج، کولہاپور، رتنا گری، بھٹکل، گوا وغیرہ
- **مولانا محمد نوشاد عالم صاحب مبلغ امارت شرعیہ :**
  اندور، کھرگون، جبل پور، اکولہ، بھلاہی کامئی، مدھیہ پردیش، وغیرہ

صوبہ کرناٹک وتامل ناڈو

- **جناب مولانا قمر انیس قاسمی صاحب رئیس المبلغین امارت شرعیہ:**
  مدراس، ویلور، گڑیاتم، وانمباڑی میل وشارم، حاسن، بنگلور، میسور وغیرہ

صوبہ آندھرا پردیش وتیلنگانہ

- **جناب مولانا صبغت اللہ قاسمی معاون قاضی دارالقضا امارت شرعیہ کٹک:**
  حیدرآباد، وجے واڑہ، سکندرآباد، وشاکھا پٹنم وغیرہ

صوبہ راجستھان

- **جناب مولانا محبوب رحمانی ندوی صاحب مبلغ امارت شرعیہ:**
  جے پور، جودھ پور، راجستھان، سہرسہ، بھلاہی، بوہرہ وغیرہ

صوبہ یوپی

- **جناب مولانا راشد العزیزی ندوی مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ:** کان پور، لکھنو۔
- **جناب مولانا سعود اللہ رحمانی صاحب مبلغ امارت شرعیہ:**
  بھدوہی، بنارس، مئوناتھ بھنجن، خیرآباد، مبارک پور، کوپاگنج، گورکھپور، بلیا، دیوریا وغیرہ

شہر دھلی

- **جناب مولانا مفتی محمد وصی احمد قاسمی صاحب نائب قاضی شریعت:**
  اوکھلا، جامع مسجد، قصاب پورا، چمیلیان روڈ، بلیماران، کھاڑی باؤلی، شیش محل، اندرلوک، تری نگر، وغیرہ۔
- **جناب مولانا عبدالقادر قاسمی صاحب مبلغ امارت شرعیہ:**
  جعفرآباد، سیلم پور، نوئیڈا، لچھمی نگر، سرائے کالے خان، باڑہ، ہندوراؤ، برف خانہ دہلی وآگرہ، فریدآباد، گورگاؤں وغیرہ
- **جناب مولانا صابر حسین قاسمی صاحب کارکن امارت شرعیہ:**
  شہر دہلی حلقہ نبی کریم، سرائے خلیل، سلطان پوری، شاشتری نگر، لچھمی نگر وغیرہ (دہلی)
- **جناب مولانا ابوالقاسم رحمانی معاون قاضی امارت شرعیہ:**
  مہرولی، شاہین باغ، سنگم وہار، ستبری، نجف گڑھ، شاہدرا، میوروہار، پرانی دہلی ومضافات، سوپول شہر کے محلّہ جات، چین سنگھ پٹی

صوبہ جھارکھنڈ

- **جناب مولانا مفتی محمد انور قاسمی صاحب قاضی شریعت رانچی:**
  ڈورنڈہ، رحمت کالونی، منی ٹولی، دھروا، پنڈولی، نیاسرائے، موری، بلسوکرا، سونس وغیرہ
- **جناب مولانا محمد ارشاد رحمانی صاحب مبلغ امارت شرعیہ:**
  رانچی شہر، تورپا، تپکرا، کھونٹی، چترپور، ہزاری باغ، بڑکاکانا، پلاول، بسیا ضلع گملا، مدھے پور، چترا، بالوماتھ، لوہردگا،
- **جناب حافظ شمیم احمد صاحب مکتب امارت شرعیہ، رانچی:**
  برہی، کریات پور، برکٹھا، کہنارا، دھنورا، پھلسور، گدری چوک، آزاد بستی، پہاڑی ٹولہ، دھنوارہ، پتھل کدوا، اٹکی بیرو کھوری رانچی وغیرہ
- **جناب مولانا محمد شاہد قاسمی صاحب قاضی شریعت دھنباد:**
  ،جھریا، جگ جیون نگر، کوئلہ بھون، شہر دھنباد، وغیرہ
- **جناب مولانا کلیم اللہ مظہر صاحب قاضی شریعت چترپور:** چترپور، رام گڑھ ومضافات
- **جناب مولانا شمس الحق قاسمی صاحب معاون قاضی گریڈیہ:**
  گریڈیہہ، دیوکھر، جھاجھا، مدھوپور ومضافات
- **جناب مولانا عبدالجبار صاحب مبلغ امارت شرعیہ:**
  جام تارا، چترنجن، پیرپینتی، صاحب گنج، تین پہاڑ، راج محل، پاکوڑ، دمکا وغیرہ
- **جناب حافظ شہاب الدین صاحب مبلغ امارت شرعیہ:**
  سوانگ، کٹھرہ، کرپتیا، پھسرو بازار، بوکارو، اسٹیل سیٹی، گومیا سنڈے بازار، چندرپور وغیرہ
- **جناب مولانا سعود عالم قاسمی صاحب قاضی شریعت جمشید پور:**
  شہر جمشید پور ومضافات
- **جناب مولانا محمد افروز سلیمی قاسمی صاحب کارکن دارالقضاء جمشید پور:**
  شہر جمشید پور، موسی بنی، مئوبھنڈار، چکولیا، گوئیل، کیرہ، ہلدی پوکھر، چائباسہ، چکردھر پور، راج کھرسواں وغیرہ
- **جناب مولوی ممتاز احمد صاحب منیجر مکتبہ امارت شرعیہ:**
  جلوہ آباد، کوڈرما، مرکچو، ڈمچانچ، حسن آباد، چھتربر، جھمری تلیا، راج دھنورا، ہزاری باغ وغیرہ

صوبہ اڑیسہ

- **جناب مولانا محمد قاسم صاحب مبلغ امارت شرعیہ:**
  کٹک شہر، بھونیشور، پوری، برہم پور، این ٹی پی سی، انگول، کیوجھر، جیشی پور، جگت سنگھ پور، ٹھاکرمنڈا، جھونپڑا، ٹریبل، جوڑا، بولائی، کیری بورو، پوری بڑاجامد، گوا، نوامندی، جگناتھ پور، کیندراپاڑہ وغیرہ
- **جناب مولانا عبدالودود قاسمی قاضی شریعت راورکیلا:**
- **جناب مولانا عتیق الرحمٰن صاحب قاسمی معلم مکتب امارت شرعیہ**
- **جناب مولانا کرامت حسین صاحب معلم راورکیلا:**
  شہر راورکیلا، اسپات مارکیٹ، لوئی پاڑہ، بنیئی گڑھ، پان پوس، بنڈامنڈا، منوہرپور، کوئل بینک، بیل پہاڑ، برج راج نگر رائے گڈھ، بلاسپور، سمبلپور، گوئل کیڑا، سکٹر ۱۵ راورکیلا، نجنی، راج نگر، ٹیلاگڑھ، سندرگڑھ وغیرہ

صوبہ چھتیس گڑھ

- **جناب مولانا وسیم اختر قاسمی قاضی شریعت گیا:**
  امبیکا پور، ودیگر اضلاع چھتیس گڑھ وشہر گیا ومضافات

Volume:56/66,Issue:19 Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505

زمانے کی گردش سے چارہ نہیں ہے
زمانہ ہمارا تمہارا نہیں ہے
(مجنوں گورکھپوری)

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT-E-SHARIAH
BIHAR ORISSA JHARKHAND
THE NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF,PATNA 801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-18-20
R.N.I.N.Delhi,Regd No-4136/61

انصاف رسانی

محمد معین الدین ۴۰۸، پیرامونٹ ہائٹس، پیرامونٹ کالونی، ٹولی چوکی حیدرآباد

مئی ۲۰۰۷ء میں مکہ مسجد میں بم دھماکہ ہوا، جس میں ۹ اور پولیس فائرنگ میں ۵ مسلمان شہید ہوئے تھے، اسکے ملزمین ۱۱ سال بعد بری کردیئے گئے۔ بھینسہ کے قریب موضع واٹولی میں ۲۰۰۸ء میں ایک ہی خاندان کے ۶/افراد جن میں ۳ معصوم بچے بھی شامل تھے کو زندہ جلایا گیا تھا اس واقعہ کے ملزمین بھی ۱۰ سال بعد بری کردیے گئے۔ سہراب الدین شیخ کیس کی سماعت کررہے جسٹس لویا کی مشتبہ موت پر تحقیقات سے سپریم کورٹ نے انکار کردیا۔ ۲۰۰۲ء میں گجرات نروڈا پاٹیہ قتل عام کیس جس میں ۹۷/افراد کو زندہ جلادیا گیا تھا، جس میں بیشتر خواتین اور بچے بھی تھے، اس واقعہ کی کلیدی ملزم گجرات حکومت کی سابق وزیر مایا کوڈنانی بھی بری کردی گئیں۔ ان چند واقعات سے اندازہ ہوتا ہے کہ ملک میں انصاف رسانی اور عدالتی نظام کی کیا حالت ہے۔ آزادی کے بعد ملک میں ہوئے ہزاروں فسادات میں مسلمانوں کی جان ومال، عزت وآبرو کی بربادی کے ذمہ داروں کو جس طرح سے عدالتوں سے ریلیف ملا ہے، اس سے اس ملک میں عدلیہ پر لوگوں کا بھروسہ کافی کمزور ہوا ہے، خاص کر ۱۹۹۲ء میں انہدام بابری مسجد، ۲۰۰۲ء کے گجرات مسلم کش فسادات اور ابھی اپریل ۲۰۱۸ء میں پے در پے ہوئے یہ چار فیصلے اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ اب ملک میں مسلمانوں کو عدلیہ سے انصاف کی امید جاتی رہی۔

۱۹۹۶ء میں دہلی ہائی کورٹ کے جسٹس انل دیو سنگھ نے ۱۹۸۴ء میں سکھ مظلومین کے مقدمہ میں فیصلہ سنایا تھا کہ **”سارے فساد زدگان کو جانی ومالی نقصانات پر تاوان کا پورا پورا حق حاصل ہے، کیونکہ ان مظلوم شہریوں کو تحفظ فراہم کرنے کی حکومت دستوری طور پر پابند اور ذمہ دار ہے، اس لیے تاوان ادا کرنے سے بچ نہیں سکتی۔“** انہوں نے اپنے فیصلہ میں یہ بھی سفارش کی تھی کہ ایک جامع قانون بنا کر اس نوعیت کے بڑے فسادات کی روک تھام کے لئے افسروں وحکام کی ذمہ داریوں کا تعین کرتے ہوئے ان سے معاوضہ کی رقم وصول کی جائے۔ اگر اس طرح کا قانون بن جائے تو پھر پولیس اور انتظامیہ کا سارا عملہ اپنے تعصب کو بھی قابو میں رکھے گا اور اوپر سے غیر قانونی آدرشوں کا پالن نہیں کرے گا کیونکہ غلط کاری پر گردنیں ان کی ناپی جائیں گی۔

سکھ مظلومین کیلئے یہ فیصلہ مکمل ۱۲ سالہ قانونی جنگ لڑنے کے بعد حاصل ہوا۔ کاش ہمارے قائدین بھی اس فیصلہ کا چشم بصیرت سے جائزہ لیتے اور یہی لڑائی مسلمانوں کے خلاف ہونے والے فسادات کے بارے میں بھی لڑتے تو ممکن تھا کہ مسلمانوں اوپر ظلم کرنے والوں کے لیے بھی اس طرح کا قانون بنایا جاتا۔ لیکن ہم نے سوائے اخباری بیانات، احتجاجی جلسے اور جذباتی تقاریر، تحقیقاتی کمیشن یا سی بی آئی انکوائری کا مطالبہ اور ریلیف تقسیم کرنے کے سوائے کوئی باوقار قانونی قدم نہیں اٹھایا۔

مشہور سیاسی مبصر پرفل بدوائی لکھتے ہیں، ہندوستان کے نظام عدل اور فیصلوں کی حالت اس قدر تشویشناک ہے کہ عام جرائم کے خلاف بھی موثر کاروائی مفقود ہے، اگر فرقہ وارانہ اور ذات پات کی نوعیت کے انتہائی سنگین جرائم کی باز پرس اور سزا نہ ہو تو ایسے جرائم کا سد باب ممکن نہیں ہوگا۔ ہندوستانی بحریہ کے سابق سربراہ وشنو بھاگوت کہتے ہیں کے گجرات واقعات پر نریندر مودی کو نہ صرف عہدہ سے ہٹایا جاتا، بلکہ ان پر بین الاقوامی فوجداری عدالت میں مقدمہ چلایا جانا چاہئے تھا۔ وشنو بھاگوت ہی نہیں بلکہ اور بھی کئی غیر مسلم دانشور گجرات سرکار پر قتل وغارت گری کے خلاف قانونی چارہ جوئی کا مشورہ دے چکے ہیں۔ لیکن ہوا کیا؟ عدالت نے گجرات سرکار کو کلین چٹ دے کر ہندوستان کے نظام عدل کے ماتھے پر کالک پوت دی۔ سدھارتھ ورداراجن کہتے ہیں، فسطائیت کی یہ شروعات صرف مسلمانوں اور عیسائیوں کیلئے تشویش کی بات نہیں یہ تو ایسے نظام کی بنیاد ہے جس میں ہر ہندوستانی کو ایک گروہ آمریت کے آگے سر جھکا کر رہنا ہوگا۔ فسادات اس ملک کا مقدر بن چکے ہیں اس کا ایک بڑا سبب یہ ہے کہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف نفرت اور حقارت کا زہر پھیلانے والے گزشتہ پچاس سالوں سے مکمل طور پر بے لگام ہیں، ملک کے تقریباً تمام صوبوں میں نظم وضبط کی ذمہ دار فورسس کیلئے اس بات کا اہتمام کیا جاتا رہا ہے کہ اس میں کوئی مسلمان داخل نہ ہو۔ پولیس میں کثرت سے ایسے عناصر شامل ہوگئے جو اکثریت کے فاشسٹ گروہ کی حیثیت سے کام کرتے ہیں۔

ہندوستان میں انگریزوں سے آزادی کی لڑائی دونوں فرقوں نے مل کر لڑی، جس میں لاکھوں مسلمان شہید ہوئے، ہونا تو یہ تھا کہ آزادی کے بعد دونوں فرقے شیر وشکر ہوکر بھائی بھائی کی طرح رہتے اور ملک کو ترقی کی راہ پر لے جاتے، لیکن بد قسمتی سے اکثریتی فرقہ کا ایک گروہ جو آزادی کی لڑائی میں تماشائی بنا انگریزوں سے دوستی نبھاتا رہا، ساری بساط ہی الٹ دی، مسلمانوں کو تقسیم ملک کا ذمہ دار قرار دے کر ان کے خلاف ملک میں نفرت کا ماحول پیدا کیا۔ اس پر مزید ستم یہ ہوا کہ انگریزوں نے جاتے جاتے ہندو مسلم دشمنی فضاء کی برقراری کیلئے مسلم دور حکومت سے متعلق بہت سی بے بنیاد اور من گھڑت داستانیں تاریخ کے نام پر تحریر کر ڈالیں اور بنا کسی ثبوت وحوالہ کے بابری مسجد سے متعلق سرکاری گزٹ میں نوٹ چڑھا دیا کہ بابر نے دوران قیام ایودھیا مندر توڑ کر مسجد بنا ڈالی۔ آزادی کے بعد ہندو فرقہ پرست تنظیمیں انہیں باتوں کو بنیاد بنا کر منظّم انداز سے مسلم دشمنی کا ماحول بنانے میں مصروف ہیں۔

ملک میں پچھلے پچاس ساٹھ سالوں سے اس قدر منصوبہ بند طریقہ سے مسلم دشمنی کی فضاء فروغ پارہی ہے، جس کے اثرات ملک کی انتظامیہ، پولیس اور عدلیہ میں ظاہر ہوتے جارہے ہیں۔ اور اب یہ حالیہ فیصلے اس کی تازہ مثال ہیں۔ جنوری ۲۰۱۸ء کو سپریم کورٹ کے ۴ جج صاحبان کے ظاہر کردہ خیالات سے بھی اس بات کا اندازہ ہوتا ہے کہ وہاں بھی سب کچھ ٹھیک نہیں ہے۔ عدالتیں وہ جگہ ہیں جہاں ضرورت پڑنے پر ملک کا ہر باشندہ پہنچتا ہے چاہے وہ لیڈر رہو، پولیس والا ہو، فوجی ہو، سرکاری افسر یا عام آدمی۔ وکیل جج کے سامنے معاملہ کی نوعیت کے مطابق ثبوت اور شواہد کی بنیاد پر بحث کرتا ہے، اور پھر پوری جانچ پڑتال اور غور وفکر کے بعد صرف انصاف کو پیش نظر رکھتے ہوئے جج اپنا فیصلہ سناتا ہے، اور اسے یہ اختیار ہندوستانی آئین نے دیا ہے۔ لیکن آج اسے یہ خوف ستا رہا ہے کہ سیاسی لیڈر جو مقنّنہ کے ارکان ہیں، اُن سے ان کی اس آزادی کو چھیننے کے درپہ ہیں۔

ایک اخباری اطلاع کے مطابق آج ملک کی عدالتوں میں تقریباً ۳/کروڑ مقدمات درج اور زیر سماعت ہیں۔ ہمارا IPC قانون اس قدر پیچیدہ ہے کہ اگر کوئی جج رودادِ مقدمہ کی مناسبت سے فیصلہ جلد کرنا بھی چاہے تو نہیں کرسکتا، جب تک قانون کی روشنی میں پوری سماعت مکمل نہ ہوجائے۔ اس وقت ملک کی جیلوں میں دہشت گردی کے نام پر ہزاروں لوگ ۱۰ تا ۱۵ سال سے جیلوں میں بند ہیں، ان میں بہت سے ایسے بھی ہیں جن پر جرم ثابت ہی نہیں ہوتا اور قانون کی رو سے انہیں فوری رہائی ہوسکتی تھی۔

عامر خان نامی ایک نوجوان کو ۱۴/سال بعد اس لئے رہائی کا حکم ہوا کہ پولیس نے جو الزام ان پر لگایا تھا وہ غلط تھا۔ ایسی ہی اور بھی کئی مثالیں ہیں، جن میں لوگوں کو ٹاڈا یا دوسرے خطرناک کیسوں میں گرفتار کیا گیا اور ۱۰ تا ۱۵ سال بعد انہیں بے قصور قرار دے کر ہاتھوں میں رہائی کے پروانے تھمادیئے گئے۔

ان تمام باتوں کا احساس ججوں اور خاص کر سپریم کورٹ کے سابق چیف جسٹس ٹی ایس ٹھاکر کو تھا، تب ہی تو وہ بار بار مرکزی حکومت سے درخواست کرتے رہے کہ ججوں کے خالی عہدوں کو پر کیا جائے تاکہ کیسوں کی جلد از جلد یکسوئی سے سماعت ہوسکے اور لوگوں کو جلد انصاف مل سکے، ایک پروگرام کے دوران وزیر اعظم نریندر مودی کے سامنے عدالتوں کی مجبوری اور بے کسی کا ذکر کرتے ہوئے اُن کی آنکھوں میں آنسو چھلک آئے۔

آزادی کے ۱۰ سال بعد بنایا گیا قانون اصلاح مجرمین 1958ء Probation of offenders Act جس کا مقصد ملک میں جرائم کی روک تھام اور انسانی زندگیوں کو تباہی سے بچانا تھا، (جس میں عدل وانصاف کے کچھ سنہرے اصولوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے مجرمین کے لئے آسان دفعات درج ہیں)، مگر اس قانون کو ہماری عدلیہ نے اس طرح بھلا دیا ہے جیسے یہ قانون بنا ہی نہ تھا۔ اگر عدالتیں اس قانون پر عمل کرلیں تو مقدمات کے اس قدر انبار بھی نہ ہوں اور نہ انسانی زندگیاں تباہ ہوں۔ ہماری عدلیہ لارڈ میکالے کی بدروح کے تابع نظر آتی ہے، جس نے برطانوی دور استعمار کے دوران تعزیر ہند تدوین کی تھی تاکہ برطانوی اقتدار کا دبدبہ قائم رہ سکے۔ ملک نے لاکھوں انسانوں کی قربانیاں دے کر آزادی تو حاصل کرلی لیکن ہماری عدلیہ آج بھی برطانوی قانون کے آہنی شکنجہ میں جکڑی ہوئی ہے، انگریز دور میں بنائے گئے سارے قوانین آج بھی جاری ہیں، بلکہ ہمارے حکمرانوں نے اپنے اقتدار کی بقا کیلئے ملک میں امن وامان کی برقراری کے نام پر عوام کو ظلم واستبداد کے شکنجہ میں رکھنے کیلئے اور بھی بہت سے قوانین بنا ڈالے جیسے میسا، ٹاڈا، پوٹا وغیرہ۔ خبر آئی تھی کہ ان قوانین میں مناسب وضروری ترمیم کے لئے مشہور ماہر قانون مسٹر سولی سوراب جی کی سرکردگی میں ایک کمیٹی بنائی گئی تھی۔ جس میں مختلف تنظیموں سے تجاویز مانگی گئی ہیں کہ تعزیری قوانین میں کیا تبدیلیاں ہوں اور ہماری پولیس کیسی ہو؟ لیکن آج کمیٹی کا وجود باقی ہے بھی یا نہیں کوئی خبر نہیں، اب موجودہ دور حکومت میں تو ایسے کسی فلاحی کام کی امید بھی نہیں کی جاسکتی۔ مودی حکومت نے اچھے دن کی آس دلا کر کیسے کیسے جھانسے دیئے، اس سے ملک کے باشعور عوام اچھی طرح واقف ہوچکے ہیں، اب عوام کو صرف رام مندر کی تعمیر کے نام پر متحد کرتے ہوئے دوبارہ اقتدار حاصل کرنے کی کوششیں ہورہی ہیں۔

حالیہ ان دو فیصلوں (مکہ مسجد بم دھماکہ اور واٹولی واقعہ) میں انصاف پوری طرح ہندوتوا کے نرغہ میں نظر آتا ہے۔ چونکہ ہر دو مقدمات میں ملزمین کا اتنی لمبی مدت تک تحقیقات کے بعد بری کردیا جانا حیرت ناک ہی نہیں بلکہ ہر درد مند وانصاف پسند شہری کی غیرت وحمیت کو للکارتا ہے۔ جس کیلئے کسی بھی حق پرست شہری پر لازم ہے کہ ان ہر دو مقدمات کی اپیل عدالتِ عالیہ یا عدالتِ عظمیٰ سے کرے۔ (مضمون نگار کی رائے سے اخبار کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے)